© rasailojaraid.com

حفاظتِ قرآن اور وعدۂ خداوندی

مولانا مفتی محمد علی صاحب صدر شعبہ افتاء جامعہ نصرت العلوم گوجرانوالہ

اس مقالہ میں ان شبہات کا ازالہ کیا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید تحریف لفظی سے پاک ہے۔ جن روایات سے اس قسم کا خدشہ پیدا ہوتا ہے۔ وہ منسوخ ہیں مگر۔ شاذ یا از قبیل تفسیر ہیں۔ نیز بہت سے مقامات میں معترض کی عقل نارسا نے ٹھوکر کھائی ہے۔ کتاب و سنّت صحابہ۔ تابعین۔ ائمہ اور محققین اُمت کے اقوال اور ان کی آراء سے اس مسئلہ کو مدلّل اور مفصل بیان کیا گیا ہے۔

شروع میں چند ایک باتیں بطور تمہید لکھی گئی ہیں۔ اسکے بعد سوال و جواب کے ضمن میں اصل موضوع پر کلام ہوگا۔

نسخ آیات

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

جو منسوخ کرتے ہیں ہم کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں۔ اس سے بہتر یا اس کی مثل اور آیات لاتے ہیں۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر شئے پر قادر ہے۔

شان نزول

امام عبدالرحمٰن ابن الجوزی البغدادی المتوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں:

إِنَّ الْيَهُوْدَ قَالَتْ لَمَّا نُسِخَتِ الْقِبْلَةُ اِنَّ مُحَمَّدًا يُحِلُّ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لأصحابه اذا شاء ويحرم عليهم اذا شاء فنزلت هذه الاٰية[1]

جب تحویل قبلہ کا حکم ہوا تو یہود مدینہ نے کہا محمد اپنی منشا سے جب کسی حکم کے متعلق چاہتے ہیں اسے حلال کر دیتے ہیں اور جب چاہتے ہیں حرام کر دیتے ہیں۔ تو اسی اثنا میں یہ آیت اتری۔

نسخ کے لغوی اور اصطلاحی معنی

زجاج کہتے ہیں: النسخ فی اللغة ابطال شیٔ واقامة آخر مقامه[2] ایک چیز کو باطل کر کے مٹا کر دوسری کو اس جگہ قائم کرنا۔

وفی المراد بهذا النسخ ثلاثة اقوال۔ أحدها رفع اللفظ والحکم۔ والثانی۔ تبدیل الاٰیة بغیرها۔ والثالث رفع الحکم مع بقاء اللفظ[3]

اصطلاح میں۔ تین قول میں۔ ۱۔ لفظ اور حکم دونوں کو رفع کرنا۔ ۲۔ ایک آیت کو دوسری آیت سے تبدیل کرنا۔ ۳۔ حکم کو رفع کرنا یعنی ختم کرنا اور لفظ کو باقی رکھنا۔

پہلا سدی کا قول ہے۔ دوسرا مقاتل کا اور تیسرا مجاہد سے منقول ہے۔ نیز پہلے دو معنی ابن عباسؓ سے بھی مروی ہیں۔ نسخ فعل ربانی ہے۔ نسخ اور انساء کی نسبت رب ذوالجلال نے اپنی طرف فرمائی ہے۔ یعنی ہمارا تصرف ہے۔ کسی انسانی عمل و دخل۔ تحریف یا خیانت کی اسمیں گنجائش نہیں ہے۔ یہ احسان محض ہے اور حکمت خاص کہ ایک مشکل حکم کی بجائے دوسرا آسان حکم نازل فرمایا۔ یا سرے سے ایک حکم بمع الفاظ اٹھا لیا۔

یہ بات اس کے علم ازلی کے منافی نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ کو پہلے سے علم تھا کہ یہ حکم ایک خاص مدت تک رہے گا۔ امام ابوبکر احمد بن علی الرازی الجصاص المتوفی ۳۷۰ھ فرماتے ہیں:

فانه فی اطلاق الشرع انما هو بیان مدة الحکم والتلاوة[4]

---

[1] زاد المسیر فی علم التفسیر ج ۱ ص ۱۲۷

[2] ایضاً ج ۱ ص ۱۲۷

[3] ایضاً

[4] احکام القرآن ج ۱ ص ۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نسخ شرعاً پہلے حکم کی مدت اور اس کے الفاظ کی تلاوت کے اختتام کو بیان کرتی ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

مخلص کلام آنکہ در علم الٰہی ازلی ہر حکمی را انتہائے ست لیکن مکلفین آں غایت را تمہیدہ بقرائن احوال ظن کنند کہ ایں حکم مستمر خواہد ماند[1]

حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علم ازلی میں ہر حکم کی ایک حد مقرر ہے۔ لیکن مکلف لوگ اس کی حد معلوم کرنے سے قاصر ہوتے ہیں۔ وہ اپنے قرائن سے یہ خیال کرتے ہیں کہ شاید یہ حکم ہمیشہ رہیگا۔

نسخ آیات کی حکمت

پہلے حکم کی بجائے دوسرا حکم نازل کرنے میں یہ حکمت ہے کہ اہل اسلام اس تبدیلی کو بلا تردد قبول کرتے ہیں یا نہیں ؟

الحکمۃ فی تبدیلھا بمثلھا الاختبار[2]

نسخ پر تواتر اور اجماع ہے

امام ابوبکر الجصاص الرازی فرماتے ہیں :

بل قد عقلت الامۃ سلفھا وخلفھا من دین اللہ وشریعتہٖ نسخ کثیرٌ مِنْ شرائعہٖ۔ ونُقِلَ الینا نقلاً لایرتابون بہٖ ولایجیزون فیہ التاویل[3]

یعنی امت کے سلف اور خلف نے اللہ کے دین اور شریعت میں احکام کے نسخ کو بکثرت تسلیم کیا ہے۔ اور قابل قبول ذرائع سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ انہیں اس میں نہ تو شک و شبہ ہے اور نہ ہی ان کے ہاں اس میں تاویل کی گنجائش ہے۔

نسخ اور تحریف میں فرق

بلاشبہ بعض احکام ابتدائی طور پر نافذ ہوئے پھر کچھ عرصہ بعد انہیں اٹھا لیا گیا۔ سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات

---

[1] فتح الخبیر

[2] زاد المسیر ج ا ص ۱۲۸

[3] احکام القرآن ج ا ص ۵۹

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے آخری لمحات تک جو قرآن امت محمدیہ علی صاحبہا الف الف تحیۃ وسلام میں موجود تھا۔ اس میں آپ کی وفات کے بعد تغیر رونما ہوا۔ تمام اکابر صحابہؓ سے لے کر آج تک متفقہ طور پر یہ عقیدہ چلا آرہا ہے۔ کہ یہ قرآن وہی ہے۔ جو نبی آخر الزمان پر نازل ہوا۔ لوح محفوظ میں مکتوب ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون کسی امام مجتہد۔ محدث اور فقیہ نے یہ نہیں کہا کہ قرآن مجید ناقص ہے۔

امام ابو محمد علی بن حزم الاندلسی الظاہریؒ فرماتے ہیں :

وان القرآن الذی فی المصاحف بایدی المسلمین شرقاً و غرباً فما بین ذلك من اول اُمّ القرآن الی آخر معوذتین کلام اللہ عزوجلّ و وحیہ انزلہ علی قلب نبیّہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ کَفَرَ بحرف منہا فہو کافر[1]

"جو قرآن مجید مصاحف کی شکل میں مسلمانوں کے ہاتھوں میں شرقاً غرباً پایا جاتا ہے۔ سورۃ فاتحہ کے اول سے معوذتین کے آخر تک یہ سب اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور اس کی وحی ہے۔ جو اس نے اپنے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک پر نازل کی ہے۔ جو شخص اس کے کسی ایک حرف کا انکار کرے گا۔ وہ کافر ہے"

اہل تشیع اس کے قائل ہیں کہ۔ بعض غیر خدائی باتیں اس میں شامل کی گئی ہیں۔

انہم اثبتوا فی الکتاب مالم یَقُلْہ اللہ لِیَلْبِسُوْا عَلَی الخَلِیْقَۃِ[2]

منافقین نے قرآن میں وہ باتیں بڑھا دی ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ نے نہیں کہیں۔ تاکہ خلق خدا کو فریب دے سکیں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے اپنا نسخہ مہاجرین اور انصار کو پیش کیا مگر انہوں نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ تو آپ نے فرمایا:

---

[1] المحلی ج ۱ ص ۱۵

[2] احتجاج طبرسی ج ۱ ص ۳۷۱ مطبع ایران النعمان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

واللہ ما ترونہ بعد یومکم ھذا [1] بخدا۔ آج کے بعد آپ اس قرآن کو دیکھنے نہ پائیں گے۔

ائمہ اثنا عشریہ میں سے کسی ایک سے بھی موجودہ قرآن کی تصحیح و تکمیل صحیح سند کے ساتھ ثابت نہیں ہے۔

امام ابن حزم اندلسیؒ اہل سنت والجماعت کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

فَبِیقین نَدرِیُ انہ لایختلف مسلمان فی أنّ اللہ تعالیٰ افترض التبلیغ علی رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم وانہ علیہ الصلٰوۃ والسّلام قد بلّغ کما أمر۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلّغتَ رسالتہ وقال اللہ تعالیٰ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون وقال اللہ تعالیٰ۔ ستقرئک فلا تنسی الا ما شاء اللہ۔ وقال اللہ تعالیٰ ما ننسخ من آیۃ أو ننسہا نأت بخیر منہا أو مثلہا فصح ان الآیات التی ذھبت لو أُمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتبلیغہا لبلغہا لحفظت ولو حفظت ما ضرھا موتہ کما لم یضر موتہ علیہ السّلام کل ما بلغ فقط من القرآن وإن کان علیہ السلام لم تبلغ او بلغہ فأنسَاہُ ھو والناس أو لم ینسوہ لکن لم یأمر علیہ السّلام أن یکتب فی القرآن فھو منسوخ بیقین من عند اللہ تعالیٰ لا یحل ان یضاف إلی القرآن [2]

الحاصل یہ مسلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر تبلیغ کرنا فرض کیا

---

[1] اصول کافی ج ۲ ص ۶۳۳ طبع طہران

[2] المحلی ص ۲۸۵ و ۲۸۶ ج ۲

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور آپ نے اپنی تبلیغ کا حق ادا کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اے رسول اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو تجھ پر نازل کیا گیا ہے۔ اسے پہنچا دیجئے اور اگر ایسا نہ کیا تو تو نے رسالت کا حق ادا نہ کیا۔ نیز ارشاد ہے۔ ہم نے ذکر نازل کیا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ نیز ارشاد ہے۔ ہم آپ کو پڑھائیں گے۔ آپ نہ بھولیں گے مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے۔ نیز ارشاد ہے۔ ہم جو منسوخ کرتے ہیں کوئی آیت یا بھلا دیتے ہیں۔ اس سے بہتر یا اس کی مثل اور لاتے ہیں۔ جو آیات اس وقت موجودہ قرآن میں نہیں ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اگر ان کی تبلیغ کا حکم ہوتا تو آپ اپنی امت تک انہیں ضرور پہنچاتے۔ اس طرح وہ مامون اور محفوظ ہو جاتیں۔ آپ کی موت انہیں محو نہ کرتی۔ جیسا کہ موجودہ آیات کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی موت نے نہیں کیا۔ بلکہ مامون اور محفوظ کر دیا۔ جن آیات کی تبلیغ نہیں ہوئی۔ یا تبلیغ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت سے وہ جز و بھلا دیا گیا۔ یا بھولے تو نہیں لیکن قصداً آپ نے انہیں لکھنے کا حکم نہیں دیا۔ جیسے آیات رجم۔ تو وہ بالیقین اللہ تعالیٰ کی طرف سے نسیاً منسیا کے حکم میں ہے۔ قرآن کی طرف انکی نسبت جائز نہیں ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے قول کی تشریح

"لَا يَقُولَنَّ أَحَدُكُمْ قَدْ أَخَذْتُ الْقُرْآنَ كُلَّهُ مَا يُدْرِيهِ مَا كُلُّهُ۔ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْآنٌ كَثِيرٌ" [1]

کوئی یہ نہ کہے کہ میں نے تمام قرآن حاصل کر لیا ہے۔ اسے کیا علم کہ کل کیا ہے ان میں سے کافی قرآن چلا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی اس روایت میں نسخ آیات کا اقرار ہے یعنی یہ کہنا کہ "میں نے بعینہ تمام اس وحی الٰہی کو اخذ کر لیا ہے جو قرآن کے نام سے حضرت جبرائیل علیہ السلام

---

[1] در منثور ج ا ص ۱۰۴ اتقان فی علوم القرآن ج ۲ ص ۲۵ نور محمد اصح المطابع کراچی۔ مطبوعہ بیروت لبنان۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

لائے تھے اس میں کسی قسم کی کمی نہیں"۔ اس قسم کے الفاظ کہنے سے حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے منع فرمایا ہے اس کے بعد جو جملے موجود میں ان میں یہ تصریح ہے کہ ایسے شخص کو یہ کہنا چاہیے کہ تحقیق میں نے قرآن میں سے اتنا حصہ اخذ کیا ہے جو کہ موجود ہے (اتقان مترجم ج ۲ ص ۷۳)۔

ولکن لیقل قد اخذت ماظھر منہ (درمنثور ج ا ص ۱۰۴)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے مزاج میں اس قسم کی احتیاط بہت تھی چنانچہ وہ فرمایا کرتے تھے یہ کوئی نہ کہے "صُمْتُ رَمَضَانَ کُلَّہٗ"۔ میں نے مکمل رمضان کے روزے رکھے۔ کیونکہ کل رمضان میں رات بھی داخل ہے حالانکہ کوئی شخص رات کو روزے نہیں رکھتا۔

سورۃ خلع اور سورۃ حفد کی حقیقت

حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابوموسیٰ اشعریؓ اور ابی بن کعب کی روایات میں سورہ خلع اور حفد کی عبارت یوں ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ۔ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ نَخْشٰی عَذَابَکَ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

(اتقان مترجم ج ا ص ۱۶۳)

امام بیہقیؒ اور ابوداؤدؒ نے المراسیل میں خالد بن عمران سے روایت کی ہے کہ جس وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حالت نماز میں قوم مضر کے لیے قنوت پڑھ کر بد دعا کرنے کا ارادہ کیا تھا اُس وقت جبرائیل علیہ السلام نے یہ سورت بمعہ آیت کریمہ لیس لك من الامر الآیۃ آپؐ پر نازل کیں۔ یہ ادعیہ ہیں جو قنوت میں بد دعا کرنے کے لیے اُتاری گئیں، قرآن نہیں بعض نے اسے سورۃ کا عنوان دے دیا اور اپنے مصاحف میں درج کر لیا۔ حضرت ابی بن کعب جمع قرآن کے معاملہ میں حضرت عمرؓ کے دور میں ایک خاص حیثیت کے مالک تھے۔ اگر یہ سورتیں قرآن مجید میں داخل ہوتیں تو عہد عثمانی میں بدستور موجود رہتیں کیونکہ مصحف عثمانی کا دار و مدار عہد

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاروقی پر تھا۔

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ کے قول کی تشریح و توضیح

اس کے متعلق روایت دراصل یوں ہے کہ ابو عبید نے کہا کہ ہم سے حجاج نے بواسطہ حماد بن سلمہ عن علی زید عن ابی حرب بن ابی الاسود عن ابی موسیٰؓ بیان کیا ہے۔ کہ ابو موسیٰؓ نے کہا ایک سورۃ مثل سورۃ برات کے نازل ہوئی تھی مگر پھر وہ سورۃ اٹھالی گئی اور اس میں سے صرف اتنا حصہ محفوظ رکھا گیا۔

اِنَّ اللّٰہَ سَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّیْنَ بِاَقْوَامٍ لَاخَلَاقَ لَھُمْ وَلَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ مَالٍ لَتَمَنّٰی وَادِیًا ثَالِثًا وَلَایَملأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابَ وَیَتُوْبُ اللّٰہُ عَلٰی مَنْ تَابَ [1]

اس عبارت میں تصریح ہے کہ پھر وہ سورت اٹھالی گئی اور اس میں سے صرف اتنا حصہ محفوظ کیا گیا اور جو حصہ محفوظ رکھا گیا وہ اب بھی محفوظ ہے جو قابل تسلیم ہے۔ حدیث میں بھی یہی مضمون ان الفاظ سے موجود ہے۔

یہ سورۃ بیّنہ ہے جیسا کہ درمنثور میں مذکور ہے:

وَاَخْرَجَ ابْنُ خُرَیْسٍ علی بْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قُلْتُ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنَّ اُبَیًّا یَزْعَمُ اَنَّکَ تَرَکْتَ مِنْ اٰیَاتِ اللّٰہِ اٰیَۃً لَمْ تَکْتُبْھَا قَالَ وَاللّٰہِ لَأَسْئَلَنَّ اُبَیًّا فَاِنْ اَنْکَرَ لَتُکَذِّبَنَّ فَلَمَّا صَلّٰی صلوٰۃ الغَدَاۃِ غَدَا عَلٰی اُبَیٍّ فَاَذِنَ لَہٗ وَطَرَحَ لَہٗ وِسَادَۃً قَالَ یَزْعَمُ اَنِّی تَرَکْتُ اٰیَۃً مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ لَمْ اَکْتُبْھَا فَقَالَ اِنِّی سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِیَیْنِ مِنْ مَالٍ تَبْلُغُ اِلَیْھِمَا وَادِیًا ثَالِثًا وَلَا یَملأُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ

---

[1] الاتقان مترجم ج ۲ ص ۷۵ نور محمد اصح المطابع کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَيَتُوبُ اللهُ عَلىٰ مَنْ تَابَ فَقَالَ عمرُ أَفَا كْتُبُهَا قَالَ لَا أَنْهَاكَ قَالَ فَكَانَ أُبَيًّا شَكَّ أَقَوْلٌ مِنْ رَسُوْلِ اللهِ صلى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ او قُرْآنٌ مُنزلٌ [1]

اس روایت میں واضح ہے کہ حضرت ابی بن کعبؓ نے مصاحف میں درج کرنے کی ذمہ داری اپنے سر لینے سے انکار کر دیا اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ وہ شک میں پڑگئے کہ یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادت میں داخل ہے یا قرآن منزل ہے اس لیے امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے اسے قرآن میں درج نہیں کیا۔

۴۔ سورہ برات کے متعلق حضرۃ حذیفہ کا قول اور اسکا مطلب

درمنثور میں ہے:

أَخْرَجَ ابو الشيخ عَنْ حُذَيْفَةَ رضى الله عَنْهُ مَا تَقْرَءُوْنَ ثلثها یعنی آپ لوگ اس وقت سورۃ برات کا صرف ایک تہائی حصہ پڑھتے ہیں۔

اس کا مطلب تو یہی ہو سکتا ہے۔ کہ فی الحال موجودہ قرآن میں سورہ برات کے جو دو حصے درج نہیں ہیں۔ مصاحف میں بالاتفاق ان کو درج نہیں کیا گیا۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے ماتقرءون میں تمام اہل اسلام کو خطاب ہے۔ تو گویا یہ حصہ منسوخ التلاوۃ ہے۔

۵۔ سورۃ احزاب کے بارے میں حضرۃ ابی بن کعب کا بیان اور اسکا مطلب

اس سورۃ کے متعلق درمنثور میں حضرت ابیؓ بن کعب سے مکمل روایت یوں ہے:

عَنْ ذَرٍّ قَالَ لِي أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ كَيْفَ تَقْرَأُ سُوْرَةَ الْأَحْزَابِ أَوْ كَمْ تَعُدُّهَا قُلْتُ ثَلَاثًا وَسَبْعِيْنَ فَقَالَ أُبَيٌّ قَدْ رَأَيْتُهَا

---

[1] درمنثور ج ۶ ص ۲۰۸ مطبوعہ بیروت لبنان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَ أَنَّهَا لَتُعَادِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ أَوْ أَكْثَرَ مِنْ سُوْرَةِ الْبَقَرَةِ وَلَقَدْ قَرَءْنَا فِيْهَا اَلشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ اِذَا زَنَيَا فَارْجِمُوْهُمَا البتة نَكَالاً مِنَ اللهِ وَاللهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ه فَرُفِعَ مِنْهَا مَا رُفِعَ۔

(ج ۵ ص ۱۷۹ طبع بیروت)

آخری جملہ قابل غور ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پھر اسی حصّہ کو اٹھا لیا۔ یہ اُٹھانا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں تھا۔ کیونکہ آپ کے بعد تو اُٹھانے کا کوئی مطلب نہیں بلکہ وہ ضائع ہو جاتا ہے۔ حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں :

قَالَ اَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ مُنَادِيًا فَنَادٰى اَنَّ الصَّلٰوةَ جَامِعَةٌ ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَحَمِدَ اللهَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَا اَيُّهَا النَّاسُ لا تجذعن من اٰيَةِ الرَّجْمِ فَاِنَّهَا اٰيَةٌ نُزِلَتْ فِيْ كِتَابِ اللهِ وَقَرَأْنَا وَلٰكِنَّهَا ذَهَبَتْ فِيْ قُرْاٰنٍ كَثِيْرٍ ذَهَبَ مَعَ مُحَمَّدٍ وَاٰيَةُ ذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ صلى الله عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ رَجَمَ وَاَنَّ اَبَا بَكْرٍ قَدْ رَجَمَ وَرَجَمْتُ بَعْدَ هُمَا وَاَنَّهُ سَيَجِيْءُ قَوْمٌ مِنْ هٰذِهِ الْاُمَّةِ يُكَذِّبُوْنَ بِالرَّجْمِ[1]

یعنی قرآن کا بہت سا حصّہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چل دیا اور آپؐ سے بھلا دیا گیا۔ جس میں سے آیت رجم بھی ہے جو سورۂ احزاب وغیرہ میں تھی۔

اس روایت سے اس بات کا بھی بخوبی پتہ چل گیا کہ حضرت عمرؓ آیت رجم کو پیش کر رہے ہیں جواب جزو قرآن نہیں رہا حالانکہ وہ کتاب اللہ میں جزو متلو تھا اور معمول بہا تھا اور معمول بہا اب بھی ہے۔ امام محمد ابن حزم تحریر فرماتے ہیں :

قَالَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ وَلٰكِنَّهَا نُسِخَ لَفْظُهَا وَبَقِيَ حُكْمُهَا وَلَوْ لَمْ يُنْسَخْ لَفْظُهَا لَاَقْرَأَهَا اُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ ذِرًّا بِلَا شَكٍّ وَلٰكِنَّهُ

---

[1] درمنثور ج ۵ ص ۱۷۹ طبع بیروت۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَخْبَرَهُ بِأَنَّهَا كَانَتْ تَعْدِلُ سُوْرَةَ الْبَقَرَةِ وَلَمْ يَقُلْ لَهُ أَنَّهَا تَعْدِلُ الْآنَ فَصَحَّ نَسْخُ لَفْظِهَا [1]

ابو محمد کہتے ہیں کہ آیات رجم کے الفاظ منسوخ ہوگئے ہیں اور انکا حکم باقی ہے۔ اگر ان کے الفاظ منسوخ ہوتے تو ابی بن کعبؓ ذرّ بن جیش کو یہ آیات ضرور پڑھاتے لیکن ابی بن کعبؓ نے ان کو صرف اس بات کی خبر دی۔ کہ یہ سورۃ سورہ بقرہ کے برابر تھی اور یہ نہیں کہا کہ ابھی سورۃ بقرہ کے برابر ہے لہذا ان کے الفاظ کی نسخ صحیح ہے۔

۶۔ سورہ بیّنہ کے بارے میں حضرۃ ابی بن کعبؓ کا موقف

اس کے بارے میں تفصیل ص۱۳ میں گذر چکی ہے کہ حضرت ابی بن کعب نے خود مکمل طور پر آیات متروکہ پر اطمینان نہیں کیا بلکہ حضرت عمرؓ کے سامنے تردّد میں پڑ گئے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے یا وحی منزل ہے جیسا کہ درمنثور کے حوالہ سے پہلے گذر چکا ہے تو اب ایسی چیز کو قرآن میں سے کیسے سمجھا جا سکتا ہے پھر حضرت عمرؓ جیسا شخص اسے قرآن میں کیسے درج کر سکتا ہے جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں معمولی سی جرأت کو برداشت نہیں کر سکتا اور کہتا ہے کہ گواہ لاؤ ورنہ کوڑے کھانے کے لیے تیار ہو جاؤ۔

۷۔ قرآنی حروف کے متعلق حضرت عمرؓ کی تفصیل

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں (مرفوعًا عن الطبرانی) قرآن میں دس لاکھ ستائیس ہزار حروف ہیں (الاتقان مترجم ج ۱ ص ۱۷۶) اس سے پہلی فصل میں ج ۱ ص ۱۷۵ میں لکھا ہے کہ بہت سے علماء نے قرآن کریم کے کلمات کا شمار ستتر ہزار نوسو تینتیس "۹۳۳" بتایا ہے۔ معترض نے تلبّس سے کام لیا ہے۔ مجموعہ عبارت کو حضرت عمرؓ کے کلام میں داخل کر دیا۔ حالانکہ پہلی فصل میں کلمات کی تعداد کا ذکر ہے اور دوسری فصل میں حروف کی تعداد بتائی گئی ہے۔ واضح رہے کہ کلمات

---

[1] المحلی ج ۸ ص ۲۸۴ مطبوعہ مصر

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حروف کا مجموعہ ہوتے ہیں اس لحاظ سے کلمات کی تعداد سے کم ہونی چاہیئے تھی۔

۸۔ عشر رضعات معلومات کے بارے میں حضرت عائشہ کی توضیح

مسلم میں ہے: عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کان فیما انزل من القرآن عشر رضعات معلومات یحرمن ثم نسخن بخمس معلومات فتوفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وھی فیما یقرء من القرآن [1]

یعنی عشر رضعات معلومات کے الفاظ خمس معلومات سے منسوخ ہو گئے تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کی وفات کے بعد بھی یہ الفاظ پڑھے جا رہے تھے۔ اس آیت کا نزول بہت مؤخر ہوا حتیٰ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی بعض لوگ اسی طرح خمس رضاعات پڑھتے رہے اور وہ سے قرآن متلو سمجھتے رہے۔

امام نووی نے لکھا ہے: لِکونہ لم یبلغہ النسخ لقرب عھدہ فلما بلغھم النسخ بعد ذلک رجعوا عن ذلک و اجمعوا ان ھذا لا یتلی [2]

کیونکہ ان بعض افراد کو ان آیات یعنی خمس رضعات معلومات کی نسخ کا علم نہ ہوا اسلیے کہ آپ کا زمانہ وفات ابھی قریب تھا۔ جب ان کو نسخ کا علم ہوا تو وہ اس سے ہٹ گئے اور سمجھ گئے کہ ان کی تلاوت نہیں کی جائے گی۔

۹۔ آیت رجم کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تبصرہ

عن ابن عباس ان عمر بن الخطاب قال ان اللہ بعث محمدا

---

[1] مسلم ج ۱ ص ۴۶۹ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] نووی شرح مسلم ص ۴۶۸ نور محمد اصح المطابع کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَأَنْزَلَ عَلَيْهِ الْكِتَابَ فَكَانَ فِيمَا أَنْزَلَ آيَةُ الرَّجْمِ فَقَرَأْنَاهَا وَوَعَيْنَاهَا وَرَجَمَ رَسُولُ اللهِ صلى الله عليه وسلم وَرَجَمْنَا بَعْدَهُ وَأَخْشَى أَنْ طَالَ بِالنَّاسِ زَمَانٌ أَنْ يَقُولَ قَائِلٌ مَا نَجِدُ آيَةَ الرَّجْمِ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالَى فَيَتْرُكُ فَرِيضَةً أَنْزَلَهَا اللهُ وَأَنَّ الرَّجْمَ فِي كِتَابِ اللهِ حَقٌّ عَلَى مَنْ زَنَى إِذَا أَحْصَنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ إِذَا قَامَتِ الْبَيِّنَةُ أَوْ كَانَ الْحَبَلُ أَوِ الْاِعْتِرَافُ۔

(المحلی ج ۱۱ ص ۲۸۶)

اس روایت میں اس بات پر سخت نکیر کیا گیا کہ کوئی شخص کتاب اللہ کے حوالے سے رجم کا انکار کر دے حالانکہ رجم حق ہے اور کتاب اللہ کا مسئلہ ہے اور اس بات کا بھی اعتراف ہے کہ اب یہ کتاب اللہ میں موجود نہیں ہے ورنہ تنبیہ کا کوئی مقصد نہیں۔ حضرت عمرؓ خود جامع قرآن تھے ان کے اقرار سے ثابت ہے کہ آیت رجم اب مصحف میں درج نہیں ہے۔ فکان فیما انزل اٰیۃ الرجم کے الفاظ اس امر کی واضح دلیل ہیں۔ بایں ہمہ وہ اسے قرآن میں درج نہیں کرتے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ منسوخ التلاوۃ ہے اور حکم بدستور باقی ہے۔ اسی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ منسوخ التلاوۃ کا جب حکم باقی ہو اور لوگ حکم کا انکار کر کے گمراہ ہو رہے ہوں تو بجائے انکار اور گمراہی کے اگر تلاوت کو برقرار رکھا جائے تو چنداں مضائقہ نہیں لیکن خطرہ یہ ہے کہ اس کتاب اللہ میں زیادتی کا عنوان دیکر مجھے مطعون کیا جائے گا اور لوگ قرآن کے بارے میں جری ہو جائیں گے۔ بنا بریں اختیار کے باوجود حضرت عمرؓ نے ایسا نہیں کیا۔ امام ابن حزمؒ نے باسناد جید نقل کیا ہے کہ حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے آیت رجم کتاب اللہ میں لکھنے کی اجازت طلب کی تھی مگر آپؐ نے اجازت نہ دی۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ آیت رجم کو کبھی بھی مصحف میں لکھنے کا شرف حاصل نہیں ہوا نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اور نہ آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء کے زمانہ میں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

قَالَ عُمَرُ رض لَمَّا نَزَلَتْ (اى اية الرجم) أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اُكْتُبْنِيْهَا قَالَ شُعْبَةُ كَأَنَّهٗ كَرِهَ ذٰلِكَ فَقَالَ عُمَرُ اَلَا تَرٰى اَنَّ الشَّيْخَ اِذَا لَمْ يُحْصَنْ جُلِدَ وَاَنَّ الشَّابَّ اِذَا زَنٰى وَقَدْ اُحْصِنَ رُجِمَ .... لِاَنَّ اٰيَةَ الرَّجْمِ اِذَا نَزَلَتْ حُفِظَتْ وَعُرِفَتْ وَعَمِلَ بِهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا اَنَّهٗ لَمْ يَكْتُبْهَا نُسَّاخُ الْقُرْاٰنِ فِى الْمَصَاحِفِ وَلَا اَثْبَتُوْا لَفْظَهَا فِى الْقُرْاٰنِ وَقَدْ سَاَلَهٗ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ ذٰلِكَ كَمَا اَوْرَدْنَا فَلَمْ يُجِبْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى ذٰلِكَ فَصَحَّ نَسْخُ لَفْظِهَا وَبَقِيَتِ الصَّحِيْفَةُ الَّتِىْ كُتِبَتْ فِيْهَا كَمَا قَالَتْ عَائِشَةُ فَاَكَلَهَا الدَّاجِنُ وَلَا حَاجَةَ بِاَحَدٍ اِلَيْهَا وَهٰكَذَا الْقَوْلُ فِىْ اٰيَةِ الرَّضَاعَةِ وَلَا فَرْقَ [1]

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جب آیت رجم نازل ہوئی تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ میں نے کہا کہ مجھے لکھ دیجئے۔ شعبہ کا بیان ہے گویا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھ دینے کو ناپسند کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ دراصل شیخ اور شباب یعنی بوڑھے اور جوان کی شرط اتفاقی ہے۔ جب بوڑھا شادی شدہ ہو اسے زنا کرنے پر کوڑے مارے جاتے ہیں اور جب جوان شادی شدہ زنا کرے تو اسے رجم کیا جاتا ہے ...... جب آیت رجم نازل ہوئی لوگوں نے اسے حفظ کیا اور پہچانا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عمل کیا یعنی اس کا حکم نافذ کیا لیکن کاتبوں نے قرآنی نسخوں میں اس آیت کو نہ لکھا اور قرآن کی تلاوت میں اس کے الفاظ کو شامل نہیں کیا۔ چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی درخواست پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھ کر نہ دیا۔ لہذا اس آیت کے الفاظ منسوخ ہو گئے۔ صرف وہ نسخہ جس میں

---

[1] المحلی ج ۸ ص ۲۸۵ مطبوعہ مصر۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یہ الفاظ لکھے گئے تھے۔ اسے بکری کھا گئی اور کسی کو اس کی ضرورت نہ رہی تھی آیت رضاع کے متعلق بھی یہی کہا جاتا ہے۔

درمنثور میں روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ بَعَثَ مُحَمَّدًا بِالْحَقِّ وَاَنْزَلَ مَعَہُ الْکِتَابَ فَکَانَ فِیْمَا اُنْزِلَ عَلَیْہِ اٰیَۃُ الرَّجْمِ فَرَجَمَ وَرَجَمْنَا بَعْدَہٗ ثُمَّ قَالَ قَدْ کُنَّا نَقْرَأُ وَلَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ بِکُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ۔

آیت رجم کے متعلق تفصیلاً پہلے گذر چکا ہے۔ دوسری آیت بھی رجم کی طرح آیت منسوخ التلاوۃ ہے مگر حکماً باقی ہے۔ (درمنثور ج[1] ا ص ۱۰۶)

قَدْ کُنَّا نَقْرَأُ یعنی ہم کسی وقت پڑھا کرتے تھے اب یادداشت کے باوجود اسے نہیں پڑھتے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے اور آپ پر کتاب اتاری ہے۔ اس کتاب میں آیت رجم بھی تھی۔ آپ نے رجم کو نافذ کیا اور ہم نے بھی رجم کے عمل کو جاری رکھا۔ پھر کہا کہ ہم یہ الفاظ پڑھا کرتے تھے۔

لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ فَاِنَّہٗ کُفْرٌ بِکُمْ اَنْ تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَائِکُمْ۔

یعنی اپنے باپ دادوں سے اور ان کی طرف نسبت کرنے سے اعراض نہ کرو۔ یہ کفر ہے کہ تم ان کی طرف نسبت سے اعراض کرو۔

آیۃ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا نام اور اس کے حذف کا الزام

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے بروایت ابن مردویہ یہ روایت موجود ہے لیکن اس

[1] مطبوعہ ایران۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی سند مذکور نہیں ۔ اس روایت سے قبل تین اور روایتیں موجود ہیں ۔

۱ ۔ أَخْرَجَ أَبُو الشَّيْخِ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِنَّ اللّٰهَ بَعَثَنِيْ بِرِسَالَةٍ فَضِقْتُ بِهَا ذَرْعًا وَعَرَفْتُ أَنَّ النَّاسَ مُكَذِّبِيَّ فَوَعَدَنِيْ لَأُبَلِّغَنَّ أَوْ لَيُعَذِّبَنِيْ فَأَنْزَلَ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ [1]

۲ ۔ أَخْرَجَ عَبْدُ بْنُ حُمَيْدٍ وَابْنُ أَبِيْ جَرِيْرٍ وَابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَأَبُو الشَّيْخِ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ قَالَ يَا رَبِّ إِنَّمَا أَنَا وَاحِدٌ كَيْفَ أَصْنَعُ يَجْتَمِعُ عَلَيَّ النَّاسُ فَنَزَلَتْ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ [2]

۳ ۔ وَأَخْرَجَ ابْنُ أَبِيْ حَاتِمٍ وَابْنُ مَرْدَوَيْهِ وَابْنُ عَسَاكِرٍ عَنْ أَبِيْ سَعِيْدٍ الْخُدْرِيِّ قَالَ نَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ يَا أَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ غَدِيْرِ خُمٍّ فِيْ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ [3]

پہلی روایت میں تصریح ہے کہ رسالت و نبوت کے پیغام کی پاسبانی کے لیے یہ آیت نازل ہوئی ۔ دوسری روایت میں بھی یہی مضمون ہے اور تیسری روایت میں شان نزول کا ذکر ہے کہ حضرت علیؓ کے اعزاز و اکرام کے لیے نازل ہوئی نہ یہ کہ اَنَّ علیًا مولی المؤمنین آیت کا جزو ہے ۔ نیز یہ بات بھی قابل غور ہے کہ غدیر خم کا واقعہ اسوقت پیش آیا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ ہزاروں جان نثار صحابہ کی جماعت موجود تھی جبکہ حجۃ الوداع میں آپ سوا لاکھ انسانوں کو حج پڑھا کر واپس مدینہ تشریف لا رہے

---

[1] درمنثور ج ۲ ص ۲۹۸ مطبوعہ بیروت

[2] ایضاً

[3] ایضاً

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تھے تو یہ خوف وخطر کی کیا بات تھی ہمارے سامنے مجمع البیان فی تفسیر القرآن موجود ہے جو چھٹی صدی کے اکابر علماء امامیہ الشیخ ابو علی الفضل بن الحسن الطبرسی کی تصنیف ہے۔

۱ عن ابن عباس وجابر بن عبد اللہ قالا — اَمَرَ اللہُ مُحَمَّدًا (ص) اَنْ یَّنْصِبَ عَلِیًّا (ع) لِلنَّاسِ فَیُخْبِرَھُمْ بِوِلَایَتِہٖ فَتَخَوَّفَ رسول اللہ (ص) اَنْ یَّقُوْلُوْا حَابٰی ابْنَ عَمِّہٖ وَاَنْ یَّطْعَنُوْا فِیْ ذٰلِکَ عَلَیْہِ فَاَوْحَی اللہُ اِلَیْہِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ فَقَامَ بِوِلَایَتِہٖ یَوْمَ غَدِیْرِ خُمٍّ۔

اس سلسلہ کی مختلف روایات کے بعد آخر میں لکھتے ہیں:

۲ وَقَدِ اشْتَھَرَتِ الرِّوَایَاتُ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ وَاَبِیْ عَبْدِ اللہِ عَلَیْھِمَا السَّلَامُ اَنَّ اللہَ اَوْحٰی عَلٰی نَبِیِّہٖ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّسْتَخْلِفَ عَلِیًّا عَلَیْہِ الصلوۃُ وَالسَّلَامُ فَکَانَ یَخَافُ اَنْ یَّشُقَّ ذٰلِکَ عَلٰی جَمَاعَۃٍ مِنْ اَصْحَابِہٖ فَاَنْزَلَ اللہُ تَعَالٰی ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ تَشْجِیْعًا لَہٗ عَلَی الْقِیَامِ بِمَا اَمَرَہُ اللہُ تَعَالٰی بِاَدَائِہٖ وَالْمَعْنٰی اِنْ تَرَکْتَ تَبْلِیْغَ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ وَکَتَمْتَہٗ کُنْتَ کَاَنَّکَ لَمْ تُبَلِّغْ شَیْئًا مِّنْ رِسَالَاتِ رَبِّکَ فِی اسْتِحْقَاقِ الْعُقُوْبَۃِ۔ (مجمع البیان ج ۳ ص ۱۵۳ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم دیا کہ علی علیہ السلام کو لوگوں کے لیے خلیفہ مقرر کر کے ان کی ولایت کا اعلان کریں۔ آپ اس بات سے ڈر گئے کہ لوگ کہیں گے اس نے اپنے چچا زاد بھائی کی بڑی رعایت ملحوظ رکھی ہے اور طعنہ دیں گے۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی کی۔ آپ نے غدیر خم کے روز ولایت علی کا اعلان کیا۔

ترجمہ: ابو جعفر اور ابو عبد اللہ علیہما السلام سے یہ روایت بدرجہ شہرت منقول ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی کہ علی علیہ الصلوۃ والسلام کو خلیفہ نامزد کریں۔ آپ ڈر گئے کہ میرے اصحاب کو یہ ناگوار ہو گا۔ حکم کی بجا آوری پر آپ کو جرات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل کی یعنی اگر آپ نے ما انزل اللہ کی تبلیغ چھوڑ دی اور کتمان سے کام لیا تو آپ مستحق عذاب ہونگے اور گویا پیغامات رسالۃ میں آپ نے کچھ بھی حق ادا نہیں کیا۔

۱۱۔ آیت کَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ بِعَلِیٍّ کی حقیقت (ازفتح البیان ثعلبی)

امامیہ کی تفسیر مجمع البیان میں اس آیت کے بارے میں یوں لکھا ہے:
وَکَفَی اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ الْقِتَالَ اَیْ مُبَاشَرَۃَ الْقِتَالِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مِنَ الرِّیْحِ الشَّدِیْدِ الْبَارِدَۃِ الَّتِیْ اَزْعَجَتْھُمْ عَنْ اَرَاکِنِھِمْ وَبِمَا اَرْسَلَ مِنَ الْمَلَائِکَۃِ وَبِمَا قَذَفَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ مِنَ الرُّعْبِ[1] یعنی یہ کفایت خداوندی تیز و تند ٹھنڈی ہوا کی وجہ سے تھی جس نے ان کو ان کے ارادے سے باز رکھا۔ دوسری فرشتوں کی وجہ سے اور تیسری ان کے دلوں میں رعب ڈال کر۔ اس کے بعد متصل صاحب مجمع البیان لکھتے ہیں وَقِیْلَ بِعَلِیٍّ ابْنِ اَبِیْ طَالِبٍ ع "یعنی بعض نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کی وجہ سے کفایت خداوندی حاصل ہوئی ہے جس سے معلوم ہوا کہ لفظ "بِعَلِیٍّ" کفایت خداوندی کی تفسیر ہے جزو قرآن نہیں۔ اگر کسی نے اسے آیت سے ملا کر پڑھا ہے تو بطور تفسیر کے نہ کہ بطور قرآن پڑھا ہے۔

۱۲۔ اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ کی آیت میں آلِ محمد کا لفظ اور اس کا قصہ

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰی اٰدَمَ الآیۃ میں لفظ "اٰلِ مُحَمَّدٍ" بطور تفسیر کے بعض نے قرآن مجید کے الفاظ کے ساتھ ملا کر پڑھا ہے۔ علامہ طبرسی لکھتے ہیں:
وَفِیْ قِرَاۡۃِ اَھْلِ الْبَیْتِ وَاٰلِ مُحَمَّدٍ (ع) عَلَی الْعٰلَمِیْنَ وَقَالُوْا

---

[1] مجمع البیان ج ۲۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ بیروت۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اَیْضًا اَنَّ اٰلَ اِبْرَاهِیْمَ هُمْ اٰلُ مُحَمَّدٍ "ص" اَلَّذِیْنَ هُمْ اَهْلُهٗ۔ (ج ۳ ص ۶۲)

یعنی آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا آل ابراہیم علیہ السّلام کے نسب میں ہونا واضح ہے اور فضائل میں بھی اس سے کم نہیں۔ اہل بیت خاندان اپنے فضل و اکرام خداوندی کو ظاہر کرنے کے لیے بطور تحدیث نعمت اسے قرآن سے ملا کر پڑھتے تھے۔ اگر یہ لفظ "آل محمد" قرآن مجید کا جزو ہوتا تو پھر تمام مسلمان ایسا ہی پڑھتے اس میں اہل بیت کی خصوصیت کا کیا سوال ہے۔ علامہ ثعلبی نے جو اسے آیت کا جزو قرار دیا ہے انکی حدیث دانی کا عنقریب آگے ذکر آئے گا۔ نیز اس قسم کی تمام روایات بلاسند ہیں جو امور نزاعیہ میں قطعاً حجت نہیں چہ جائیکہ انہیں قرآن کے باب میں حجت مان لیا جائے جس کا ثبوت متواتر ہے

فائدہ حضرت عبداللہ بن عمر رضؓ کے قول "ذَهَبَ مِنْهُ قُرْاٰنٌ كَثِیْرٌ" کا مطلب یہ ہے کہ نسخ اور انساء کے ذریعہ قرآن مجید کا کافی حصہ چلا گیا ہے جس کا وصول ناممکن ہے۔

الفاظ یہ ہیں: لَا یَقُوْلَنَّ اَحَدُكُمْ قَدْ اَخَذْتُ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ قَدْ ذَهَبَ مِنْهُ قُرْاٰنٌ كَثِیْرٌ۔ جس بات سے روکنا مقصود ہے وہ یہ ہے "کہ کوئی یوں کہے کہ میں نے کل قرآن کو حاصل کر لیا" حالانکہ کل قرآن میں تو نسخ اور انساء بھی جاری ہوا ہے اور اس کا حصول ناممکن ہے۔

ذَهاب کے معنی ہیں چلے جانا، گذر جانا۔ (المنجد میں ہے ذَهَبَ۔ ذَهَابًا وَذُهُوْبًا وَمَذْهَبًا) سَارَ مَضٰى، مَاتَ ۔الأمر. انقضى ۔ عَلَى الشَّیْءِ نَسِیَتُهٗ[۱] یعنی کسی کام کا طے ہو جانا۔ ذَهَبَ عَلَیَّ الشَّیْءُ۔ مجھ پر یہ بات چلی گئی یعنی میں اسے بھول گیا وغیرہ۔ اس عبارت میں حضرت ابن عمر رضؓ نے یہ تو نہیں کہا کہ قرآن میں کثیر رد و بدل ہو گیا۔ ذہاب کے معنی ردّ و بدل ہونے کا تو نہیں آتا۔ جبکہ عادت خداوندی متعین اور نسخ اور انساء کے ذریعے جو کہ فعل خداوندی ہے قرآن مجید کا کچھ حصہ چلا گیا تو ذہاب سے مراد یہی خاص صورت متعین ہو گی۔

امام ابن حزم رحؒ نے باسنادِ جید حضرت عمر رضؓ کا قول نقل فرمایا ہے اس میں بھی یہی ہے کہ آیت

---

[۱] المنجد عربی ص ۲۳۸ مطبوعہ بیروت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

رجم کی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن کثیر چلا گیا۔ الفاظ یہ ہیں: لکنھا (ایۃ الرجم) ذھبت فی قرآن کثیر۔ ذھب مع محمد۔ یہاں وہی ذھبت اور ذھب کے الفاظ ہیں حالانکہ آیت رجم کے اندراج کے لیے (اکتبھا۔ کیا میں اسے لکھ لوں) حضرت عمرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت بھی طلب کی تھی لیکن آپؐ نے اجازت نہ دی کما مرّ مفصلاً۔

اہل السنۃ کا موقف یہ ہے کہ جس قرآن کی تبلیغ آخری عمر تک آپ پہ فرض رہی اور قرآن کے نام سے اس کے اندراج سے بھی آپؐ نے منع نہیں کیا وہ قرآن بالکل مامون و محفوظ ہے جس کی حفاظت خود صاحب کلام کے ذمہ ہے: إنا نحن نزلنا الذکر وإنا لہ لحافظون۔

امام ابن حزمؒ فرماتے ہیں:

وَلَوْ حُفِظَتْ مَا ضَرَّهَا مَوْتُهُ، كَمَا لَمْ يَضُرَّ مَوْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كُلَّ مَا بَلَّغَ فَقَطْ مِنَ الْقُرْآنِ وَإِنْ كَانَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يُبَلِّغْ أَوْ بَلَّغَهُ فَأُنْسِيَهُ هُوَ وَالنَّاسُ أَوْ لَمْ يَنْسَوْهُ لَكِنْ لَمْ يَأْمُرْ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَنْ يُكْتَبَ فِي الْقُرْآنِ فَهُوَ مَنْسُوخٌ بِيَقِينٍ مِنْ عِنْدِ اللهِ تَعَالَى لَا يَحِلُّ أَنْ يُضَافَ إِلَى الْقُرْآنِ [1]

یعنی منسوخ کردہ آیات کی آپؐ تبلیغ کرتے تو وہ قرآن میں محفوظ ہو جاتیں اور آپ کی موت کے بعد بھی باقی رہتیں جیسے اور آیات محفوظ ہیں۔ جن آیات کی آپ نے تبلیغ نہیں کی یا آپؐ کو اور امت کو بھلا دی گئیں ہیں۔ یا آپ نے قرآن میں لکھنے کا ان کے بارے میں ارشاد نہیں فرمایا تو یہ سب نسیان کی مد میں آتی ہیں۔ قرآن کی طرف ان کی اضافت جائز نہیں۔

حضرت عمرؓ کا وہ قول جو انہوں نے خلیفہ اول سیدنا ابوبکرؓ کی خدمت میں پیش کیا تھا اور پھر آپ نے حضرت زید بن ثابت کو جمع قرآن کا حکم دیا تھا۔ بخاری شریف میں اس کے الفاظ یہ ہیں:

إِنَّ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ قَالَ أَرْسَلَ إِلَيَّ أَبُوبَكْرٍ مَقْتَلَ أَهْلِ الْيَمَامَةِ

---

[1] المحلی ج ۸ ص ۲۸۶ مصر مطبوعہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

فاذا عمر بن الخطاب عنده قال ابو بكر ان عمر أتاني
فقال ان القتل قد استحر يوم اليمامة بقراء القرآن واني
اخشى ان استحر القتل بالقراء بالمواطن فيذهب
كثير من القرآن واني ارى ان تامر بجمع القرآن قلت لعمر
كيف تفعل شيئا لم يفعله رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال عمر هذا والله خير فلم يزل عمر يراجعني حتى شرح
الله صدري لذلك ورأيت في ذلك الذي رأى عمر قال زيد
قال ابو بكر انك رجل شاب عاقل لا نتهمك وقد كنت تكتب
الوحي لرسول الله صلى الله عليه وسلم فتتبع القرآن فاجمعه
فوالله لو كلفوني نقل جبل من الجبال ما كان اثقل علي مما
امرني به من جمع القرآن قلت كيف تفعلون شيئا لم يفعله
رسول الله صلى الله عليه وسلم قال هو والله خير فلم يزل
ابو بكر يراجعني حتى شرح الله صدري للذي شرح له
صدر ابي بكر وعمر فتتبعت القرآن اجمعه من العسب
واللخاف وصدور الرجال حتى وجدت اخر سورة التوبة
مع ابي خزيمة الانصاري لم اجدها مع احد غيره لقد
جاءكم رسول من انفسكم عزيز عليه ما عنتم حتى
خاتمة براءة فكانت الصحف عند ابي بكر حتى توفاه
الله ثم عند عمر حياته ثم عند حفصة بنت عمر۔

(بخاری ج ۲ ص ۷۴۵ - ۷۴۶)

زید بن ثابتؓ کہتے ہیں۔ ابو بکرؓ نے میرے پاس جنگ یمامہ کے بعد پیغام بھیجا۔ ان کے ہاں عمر بن الخطابؓ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابو بکرؓ نے کہا عمرؓ میرے پاس آئے اور کہا۔ جنگ میں کافی قراء کام آگئے ہیں۔ مجھے خوف ہے اگر قراء کے حق میں

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جنگ کا معاملہ اسی طرح گرم رہا تو قرآن کا کافی حصہ تلف چلا جائیگا۔ میری رائے ہے۔ آپ قرآن جمع کرنیکا حکم صادر کریں میں نے عمرؓ سے کہا تو نے ایسے کام کا ارادہ کیا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمرؓ نے کہا۔ ھذا و اللہ خیر۔ اللہ کی قسم۔ یہ بہتر ہے۔ عمرؓ مجھے اس بارے میں بار بار توجہ دلاتے رہے۔ اللہ تعالیٰ نے میرا شرح صدر فرما دیا۔ اب میری رای عمرؓ کی رای ہے۔ ابوبکرؓ نے مجھے کہا تو ایک عاقل نوجوان شخص ہے۔ ہمیں آپ پر کسی قسم کا غلط گمان نہیں ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب الوحی بھی تھے۔ قرآن کا تتبع کرو اور اسے جمع کرنے کی کوشش کرو۔ زیدؓ کہتے ہیں۔ اللہ کی قسم۔ اگر وہ مجھے پہاڑوں میں سے کسی ایک پہاڑ کی نقل مکانی کا حکم دیتے۔ مجھ پر اتنا دشوار نہ ہوتا جتنا کہ قرآن کا جمع کرنا۔ میں نے کہا آپ نے کیسے کام کا تہیہ کیا ہے۔ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوبکرؓ نے کہا بخدا یہ بہتر ہے۔ وہ مجھے بار بار اس کام کے لیے تیار کرتے رہے۔ تا اینکہ اللہ تعالیٰ نے میرا شرح صدر بھی اس کام پر فرما دیا جس پر ابوبکرؓ و عمرؓ کا شرح صدر فرما دیا تھا۔ میں نے قرآن کا تتبع کر کے اسے کھجور کی چھڑیوں۔ سفید پتھر کی پلیٹوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا حتیٰ کہ میں نے سورۃ توبہ کا آخر ابوخزیمہؓ انصاری کے علاوہ اور کسی کے پاس نہ پایا۔ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز عَلَیْہِ ما عنتم۔ تا آخر سورہ برارۃ۔ تو یہ نسخے ابوبکرؓ کے پاس تھے حتیٰ کہ وہ اللہ تعالیٰ کو پیارے ہو گئے۔ پھر عمرؓ کی زندگی میں عمرؓ کے پاس پھر ان کی لڑکی حفصہؓ کے پاس۔

حضرت عمرؓ کی کمال فراست اور کتاب اللہ کے بارے میں کمال تیقظ کی یہ بہترین مثال ہے چونکہ یہ کام بہت مہتم بالشان تھا سوائے خلیفہ کے اس کا انجام پانا مشکل تھا اس لیے سیدنا ابوبکرؓ کی خدمت میں یہ مشورہ پیش کیا وہ سمجھتے تھے کہ ہم کتاب اللہ کے پاسبان ہیں اگر ہم نے اس ذمہ داری کو قبول نہ کیا تو ہم سخت وعید کے مستحق ہوں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

وَاِنْ تَتَوَلَّوْا یَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَیْرَکُمْ ثُمَّ لَا یَکُوْنُوْٓا اَمْثَالَکُمْ [1]
(القرآن)

اگر تم دین کی مدد سے پھر گئے تو اللہ تعالیٰ تمہاری جگہ اور قوم بدل کر لائے گا پھر وہ آپ کی مانند نہیں ہوگی۔

حالانکہ یہ اعلانِ خداوندی بھی ان کے سامنے تھا۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ [2] (الآیۃ)

ہم ہی نے ذکر یعنی قرآن اُتارا اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔

یہ جمع قرآن اور اس کے تلف کا خوفِ الٰہی ذمہ داریوں کی بنا پر تھا اور سابقہ امم میں بھی ہر امت کا یہ فریضہ رہا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّآ اَنْزَلْنَا التَّوْرٰىۃَ فِیْھَا ھُدًی وَّنُوْرٌ ط یَحْکُمُ بِھَا النَّبِیُّوْنَ الَّذِیْنَ اَسْلَمُوْا لِلَّذِیْنَ ھَادُوْا وَالرَّبّٰنِیُّوْنَ وَالْاَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوْا مِنْ کِتٰبِ اللّٰہِ وَکَانُوْا عَلَیْہِ شُھَدَآءَ ۔ فَلَا تَخْشَوُا النَّاسَ وَاخْشَوْنِ وَلَا تَشْتَرُوْا بِاٰیٰتِیْ ثَمَنًا قَلِیْلًا [3] (الآیۃ)

ہم نے توراۃ نازل کی جس میں ہدایت اور نور تھا۔ اس کے مطابق اللہ کے نبی جو حکم خداوندی کے سامنے منقاد تھے یہودیوں کے حق میں فیصلہ دیتے تھے ربانی لوگ یعنی سچے پیر اور ماہر عالم بھی اسی پر فیصلہ سناتے تھے۔ اس لیے کہ ان سے اللہ کی کتاب کی ذمہ داری کا عہد لیا گیا تھا اور وہ اس پر شاہد تھے۔ (ان سے کہا گیا) لوگوں سے نہ ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیات (احکام) کے عوض (دنیا کا) قلیل مال و متاع نہ خریدو۔

---

[1] سورۃ محمدؐ آیت ۳۸
[2] سورۃ الحجر آیت ۹
[3] سورۃ المائدہ آیت ۴۴

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بعض تورات کی حفاظت انبیاء کے اور خدا پرست عابد اور علماء کے ذمہ لگائی گئی تھی اور وہ اس پر علماً اور عملاً گواہ بھی تھے ۔ یہ حفاظت خداوندی قرآن مجید کے حق میں بہت بڑی ہے کہ خلفائے راشدین کے دل میں اللہ تعالیٰ نے اس کا اتنا بڑا احساس پیدا کر دیا تھا جس پر حضرت زید بن ثابت رضؓ اپنی اس کوشش کو سر بمہر کرتے ہیں کہ میں نے کھجوروں کی چھڑیوں، پتھروں اور لوگوں کے سینوں سے قرآن مجید جمع کر کے حضرت سیدنا ابوبکرؓ کو دے دیا فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ فقط

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

اما نشر شیخین علم شریعت را واسطہ بودن درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وامت او در علوم پس تفصیلی دارد یک ساعت خاطر را متوجہ آں باید ساخت اعظم میراثی کہ از آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بامت مرحومہ رسید قرآن عظیم است وجملہ آں قراء وکتبہ قرآن عظیم اند برسم قرآن و ہر چہ امروز بدست مردماں باقی ماند از علوم قراۃ ورسم منشاء آں شیخین بودہ اند[1]

"حضرات شیخین (ابوبکرؓ و عمرؓ) کا علم شریعت کو عام کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور امت کے مابین علوم کا واسطہ ہونا تفصیل طلب ہے تھوڑی دیر کے لیے دل کو ادھر متوجہ کرنا چاہیے ۔ وہ بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے امت مرحومہ تک چلی آرہی ہے ۔ وہ قرآن عظیم ہے ۔ قاری اور کاتب حضرات اس کے حامل ہیں ۔ آج ہمارے پاس جو علوم مروجہ قرارت اور کتابت پائے جاتے ہیں ۔ ان کا منشا شیخین رحمہما اللہ ہیں ۔

مزید تحقیق و تدوین کے بعد حضرت عثمانؓ نے پوری امت کو ایک مصحف پر جمع کر دیا اور یہ وہی مصحف تھا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں پڑھا جاتا تھا ۔

فَاسْتَشَارَ عُثْمَانُ رضؓ الصَّحَابَةَ فِي ذٰلِكَ فَجَمَعَ اللهُ تَعَالَى الامة بِحُسْنِ

---

[1] قرۃ العینین فی تفضیل الشیخین ص ۵۰ المکتبہ السلفیہ لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اِخْتِيَارُ الصَّحَابَةِ عَلٰى مُصْحَفٍ وَّاحِدٍ هُوَ اٰخِرُ الْعَرَضَاتِ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (قرۃ العینین ص ۵۱)

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جمع قرآن کے سلسلہ میں صحابہ کرام سے مشورہ لیا۔ صحابہ کرام کے حسن پسند کی بدولت اللہ تعالیٰ نے انہیں قرآن مجید کے نسخہ پر جمع کر دیا۔ جو کہ آپ کے دور کا آخری نسخہ تھا۔

حتیٰ کہ جو نسخہ متفق علیہ رسم الخط کے خلاف پایا جاتا تھا اُسے مرفوع اور منسوخ حکم میں سمجھ کر ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا اور اختلاف کے ڈر سے منکر اور شاذ وغیرہ روایات کے پیش نظر دیگر تمام نسخوں کو جلا دیا گیا تاکہ مسلمانوں کے پاس ایک ہی اصل رہے، یہی مرجع اور معتمد علیہ ہو۔ لہذا یہ کہنا حق بجانب ہے کہ موجود قرآن ہی وہ قرآن ہے جو لوح محفوظ میں ہے حتیٰ کہ اس کی رسم الکتابت بھی بعینہ محفوظ ہے۔

وَالْمَكْتُوْبُ بَيْنَ اللَّوْحَيْنِ وَهُوَ الْمَحْفُوْظُ مِنَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ لِلْعِبَادِ وَهُوَ الْإِمَامُ لِلْاُمَّةِ وَلَيْسَ لِاَحَدٍ اَنْ يَّعْدُوَ فِي اللَّفْظِ اِلٰى مَا هُوَ خَارِجٌ مِّنْ رَّسْمِ الْكِتَابَةِ وَالشَّوَاذِ۔ (قرۃ العینین ص ۵۱)

آج جو قرآن دو لوح یعنی دو تختیوں میں لکھا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ عزّ وجل کی طرف سے اس کے بندوں کے لیے یہ محفوظ چلا آرہا ہے۔ یہ اُمت کا امام ہے۔ کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ لفظی طور پر کسی ایسے لفظ کا انتخاب کرے جو اس کی رسم الخط اور شواذ سے خارج ہو۔

یہی وُہ قرآن ہے جس کا آخری دور آپؐ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام سے کیا تھا جسے خلفاءِ راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ نے اپنی ملی جلی کوشش سے وعدہ خداوندی "اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ" کے پیش نظر اپنے اتفاق سے مامون و محفوظ کر دیا۔

شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

فَاِنَّهٗ قَدْ ثَبَتَ فِي الصِّحَاحِ عَنْ عَائِشَةَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ جِبْرَائِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً فَلَمَّا كَانَ الْعَامُ الَّذِي قُبِضَ فِيهِ عَارَضَهُ بِهِ مَرَّتَيْنِ وَالْعَرْضَةُ الْأَخِيرَةُ هِيَ قِرَاءَةُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَغَيْرِهِ وَهِيَ الَّتِي أَمَرَ أَمَرَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُونَ أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ بِكِتَابَتِهَا فِي وَكَتَبَهَا أَبُو بَكْرٍ وَعُمَرُ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فِي صُحُفٍ أَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ بِكِتَابَتِهَا ثُمَّ أَمَرَ عُثْمَانُ فِي خِلَافَتِهِ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَإِرْسَالِهَا إِلَى الْأَمْصَارِ وَجَمَعَ النَّاسَ عَلَيْهَا بِاتِّفَاقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلِيٍّ وَغَيْرِهِ (فتاویٰ شیخ الاسلام ص ۳۹۵ جلد ۱۳ باب حدیث انزل القرآن علی سبعۃ احرف)

حضرت عائشہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہما سے صحاح میں یہ ثابت ہے "جبرئیل علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر سال ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے لیکن جس سال آپ کی وفات ہوئی جبرئیل علیہ السلام نے آپ سے دو مرتبہ دور کیا۔ زید بن ثابت وغیرہ کی قرأت یہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری دور سے متعلق ہے۔ خلفاء راشدین ابوبکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم نے اپنے مصاحف میں اسی قرأت کی کتابت کا حکم دیا ہے۔ ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما نے دور خلافت میں اپنے مصاحف میں اسی کو لکھا۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اسی کی کتابت کا حکم دیا۔ پھر عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں مصاحف میں اسی قرارت کو لکھنے کا حکم دیا۔

۱۳۔ بعض نے قرآن میں وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کے ساتھ وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ کا اضافہ کیا ہے۔ بحوالہ بخاری؟

بخاری شریف ج ۲ ص ۷۰۲ میں آیت وَأَنْذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ کے بعد متصل وَرَهْطَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ کے الفاظ نہیں ہیں۔ نہ حضرت ابن عباسؓ کی روایت میں اور نہ حضرت ابوہریرہؓ کی روایت میں۔ حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں:

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ لَمَّا نَزَلَتْ وَأَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْأَقْرَبِيْنَ صَعِدَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصَّفَا فَجَعَلَ يُنَادِيْ يَا بَنِيْ فِهْرٍ يَا بَنِيْ عَدِيٍّ لِبُطُوْنِ قُرَيْشٍ حَتّٰى اجْتَمَعُوْا فَجَعَلَ الرَّجُلُ إِذَا لَمْ يَسْتَطِعْ أَنْ يَخْرُجَ أَرْسَلَ رَسُوْلًا لِيَنْظُرَ مَا هُوَ فَجَآءَ أَبُوْ لَهَبٍ وَقُرَيْشٌ فَقَالَ أَرَأَيْتَكُمْ لَوْ أَخْبَرْتُكُمْ أَنَّ خَيْلًا بِالْوَادِيْ تُرِيْدُ أَنْ تُغِيْرَ عَلَيْكُمْ أَكُنْتُمْ مُصَدِّقِيَّ قَالُوْا نَعَمْ مَا جَرَّبْنَا عَلَيْكَ إِلَّا صِدْقًا قَالَ فَإِنِّيْ نَذِيْرٌ لَكُمْ بَيْنَ يَدَيْ عَذَابٍ شَدِيْدٍ فَقَالَ أَبُوْ لَهَبٍ تَبًّا لَكَ سَائِرَ الْيَوْمِ أَلِهٰذَا جَمَعْتَنَا فَنَزَلَتْ تَبَّتْ يَدَآ أَبِيْ لَهَبٍ وَتَبَّ مَآ أَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ط

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ جب وانذر عشیرتک الاقربین۔ اتری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔ وادی صفا پر چڑھے تو بنی فہر۔ بنی عدی۔ خاندان قریش کو مخاطب کیا۔ سب جمع ہو گئے۔ جب کوئی شخص خود نہیں جا سکتا تھا۔ قاصد بھیج دیتا تھا۔ تاکہ واقعہ کا پتہ چلے۔ اتنے میں ابولہب آیا۔ قریش بھی آئے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تو بتلاؤ اگر میں آپ کو یہ خبر دوں کہ وادی میں ایک لشکر ہے حملے کے لیے تیار کھڑا ہے۔ کیا تم میری تصدیق کرو گے۔ وہ بولے ہم نے آپ کا بار بار تجربہ کیا مگر آپ سچے کا تجربہ ہوا۔ فرمایا میں تمہیں ایک سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب بولے۔ تجھے ہمیشہ ہلاکت سے دوچار ہونا پڑے ہم کو اس لیے بلایا ہے۔ اس پر سورۃ تبت یدا ابی لہب۔ نازل ہوئی۔

البتہ حضرت ابن عباس رضؓ سے تبت کی تفسیر میں یہ الفاظ آئے ہیں تو یہ تفسیری الفاظ پر محمول ہوں گے یا پھر یہ الفاظ منسوخ ہیں جیسا کہ حاشیہ میں ہے۔ قراۃ قراھا ابن عباس رضؓ ثمّ نسخت تلاوتہا۔ (ج ۲ ص ۷۴۳)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۴۔ سورۃ اللیل میں وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کی بجائے وَالذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کے الفاظ تھے۔ بحوالہ بخاری؟

سورۃ الیل میں وَمَا خَلَقَ الذَّكَرَ وَالْأُنْثَىٰ کے الفاظ کے بارے میں حضرت ابوالدرداءؓ کی روایت کے الفاظ یہ ہیں وَهٰؤُلَاءِ يَأْبَوْنَ عَلَيْنَا یعنی اہل شام لفظ "وَمَا خَلَقَ" کے ترک کرنے کا انکار کرتے ہیں اور اس زیادتی پر مُصر ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ قرأت (وَمَا خَلَقَ کے ترک کی) صرف عبداللہؓ بن مسعود، آپ کے تلامذہ اور حضرت ابوالدرداءؓ کی ہے جبکہ دوسری طرف جمہور صحابہؓ میں جو خلفاءؓ راشدین کے جمع کردہ قرآن کی تلاوت کرتے ہیں تو عقلاً ونقلاً وہی روایت مستند ہے جو جمہور کہتے ہیں اور وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَىٰ وَالنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ وَالذَّكَرِ وَالْأُنْثَىٰ کی روایت منسوخ سمجھی جائے گی۔ مصحف عثمانی کے علاوہ تمام نسخے جلا دیے گئے تھے گو ان میں بعض الفاظ بروایات متصلہ مرفوعہ ثابت تھے لیکن دوسری طرف جماعت کی روایات متواترہ تھیں جن کی وجہ سے انہیں منسوخ ومتروک سمجھا گیا۔

حضرت ابوالدرداءؓ کے تلامذہ شام میں تھے اور حضرت عبداللہ بن مسعود کے تلامذہ کوفہ میں تھے لیکن ان میں سے کسی نے بحذف " مَا خَلَقَ " کی روایت کو نقل نہیں کیا اور نہ اس طرح پڑھا ہے۔

۱۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا کالعہن المنفوش کی جگہ کالصوف المنفوش پڑھنا؟

بخاری شریف جلد ۲ ص ۷۴۱، میں روایت ہے کہ حضرت عبداللہؓ بن مسعود سورۃ القارعۃ میں كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ کی جگہ كَالصُّوفِ الْمَنْفُوشِ پڑھتے تھے؛ عہن کے معنی صوف کے آتے ہیں لہذا دونوں قرأتیں صحیح اور درست ہیں کسی کا انکار نہیں کیا جاسکتا اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ قرآن میں زیادتی ہے لیکن چونکہ جمہور صحابہؓ کی قرأت پر اتفاق ہوچکا ہے لہذا كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ ہی پڑھا جائے گا۔ اس قسم کی روایات سات لغات کی مد میں آتی ہیں جن پر قرآن نازل ہوا۔

حدیث شریف میں ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

أَنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ[1] یعنی قرآن سات لغتوں میں نازل ہوا ہے۔ یہ لغات آپس میں متضاد اور متناقص نہیں ہیں۔

شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ خود حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

وَلَا نِزَاعَ بَيْنَ الْمُسْلِمِيْنَ أَنَّ الْحُرُوْفَ السَّبْعَةَ الَّتِيْ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَيْهَا لَا تَتَضَمَّنُ تَنَاقُضَ الْمَعْنَىٰ وَتَضَادَّهُ بَلْ قَدْ يَكُوْنُ مَعْنَاهُمَا مُتَّفِقًا أَوْ مُتَقَارِبًا كما قال عَبْدُ اللّٰهِ بن مسعود إِنَّمَا هُوَ كَقَوْلِ أَحَدِكُمْ أَقْبِلْ وَهَلُمَّ وَتَعَالَ. وَقَدْ يَكُوْنُ مَعْنَىٰ أَحَدِهِمَا لَيْسَ هُوَ الْمَعْنَىٰ الْآخَرِ لَكِنْ كِلَا الْمَعْنَيَيْنِ حَقٌّ وَهٰذَا اخْتِلَافُ تَنَوُّعٍ وَتَغَايُرٍ لَا اخْتِلَافَ تَضَادٍّ وَتَنَاقُضٍ وَهٰذَا كَمَا جَاءَ فِي الْحَدِيْثِ الْمَرْفُوْعِ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ۔ أُنْزِلَ الْقُرْآنُ عَلَىٰ سَبْعَةِ أَحْرُفٍ۔ يَجِبُ الْإِيْمَانُ بِهَا كُلِّهَا وَاتِّبَاعُ مَا تَضَمَّنَتْهُ مِنَ الْمَعْنَىٰ عِلْمًا وَعَمَلًا لَا يَجُوْزُ تَرْكُ مُوْجِبِ إِحْدَاهُمَا لِأَجْلِ الْأُخْرَىٰ ظَنًّا أَنَّ ذٰلِكَ تَعَارُضًا بَلْ كَمَا قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَنْ كَفَرَ بِحَرْفٍ مِنْهُ فَقَدْ كَفَرَ بِهِ كُلِّهِ[2]۔

مسلمانوں میں اس امر میں نزاع نہیں ہے۔ کہ حروف سبعہ جن پر قرآن نازل ہوا وہ باہم معنی کے تناقص اور تضاد پر مشتمل ہو۔ بلکہ ان کے معنی متحد اور متقارب ہیں۔ جیسا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ یہ اختلاف ھلم و تعال کی طرح ہے۔ کبھی ایک لفظ دوسرے کے ہمعنی نہیں ہوتا۔ لیکن وہ دونوں معانی اپنے مقام میں درست ثابت ہوتے ہیں یہ تعبیر کا اختلاف ہے حقیقی نہیں ہے۔

---

[1] بخاری ج ۲ ص ۷۴۶ نور محمد اصح المطابع کراچی

[2] فتویٰ شیخ الاسلام ابن تیمیہ ج ۱۳ ص ۳۹۱ مطبوعہ ریاض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حدیث میں وارد ہے ۔ قرآن سات لغات پر نازل ہوا ، ان سب پر ایمان لانا اور علماً وعملاً ان کا اتباع کرنا ضروری ہے ۔ ایک کی وجہ سے دوسرے کا ترک لازم نہیں آتا اور یہ عذر صحیح نہیں کہ یہ باہم متعارض ہیں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ۔ جو ان سات حروف میں سے کسی ایک حرف کا انکار کرے گا ۔ وہ سب کا منکر متصور ہوگا ۔

۱۶۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سورۂ جمعہ میں فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ کی جگہ فَامْضُوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ پڑھا کرتے تھے ؟

صحیح بخاری ج ۲ ص ۷۲۷ میں ہے کہ حضرت عمرؓ سورۃ الجمعہ میں فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ کی جگہ فَامْضُوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ پڑھتے تھے ۔ تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ حضرت ابن مسعودؓ کَالْعِھْنِ الْمَنْفُوْشِ کی جگہ کَالصُّوْفِ الْمَنْفُوْشِ پڑھتے تھے لہذا دونوں قرأتیں صحیح ہیں ۔ سعی سے مراد لغوی طور پر سرپٹ دوڑنا مراد نہیں ہے بلکہ باوقار چلنا مراد ہے تو " فاسعوا " اور " فامضوا " دونوں ہم معنی ہیں ۔ درمنثور میں حضرت قتادہؓ سے مروی ہے :

عَنْ قَتَادَةَ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالیٰ فَاسْعَوْا اِلیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ قَالَ السَّعْیُ أَنْ تَسْعیٰ بِقَلْبِکَ وَعَمَلِکَ وَھُوَ الْمَضِیُّ اِلَیْھَا قَالَ اللّٰہُ فَلَمَّا بَلَغَ مَعَہُ السَّعْیَ قَالَ لَمَّا مَشٰی مَعَ أَبِیْہِ ۔ (درمنثور ج ۶ ص ۲۱۹)

لیکن مصحف عثمانی میں حضرت ابی بن کعب کی قرأت " فَاسْعَوْا " درج ہے اور یہی معمول بہا ہے ۔

۱۷۔ لیس علیکم جناح الخ کی آیت میں فی مواسم الحج کا اضافہ ؟

صحیح بخاری ج ۲ ص ۶۴۸ میں آیت لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ کے ساتھ " مواسم الحج " کی عبارت تفسیر یہ ہے قرآن مجید کے الفاظ نہیں ہیں ۔ اور نہ ہی بخاری شریف میں اس بات کا قرینہ موجود ہے کہ الفاظ " فی مواسم الحج " کا بھی نزول ہوا ہے ۔ اصل عبارت یوں ہے ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ كَانَتْ عُكَاظُ وَمَجَنَّةُ وَذُو الْمَجَازِ أَسْوَاقَ فَتَأَثَّمُوا أَنْ يَتَّجِرُوا فِي مَوَاسِمِ فَنَزَلَتْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلاً مِنْ رَبِّكُمْ فِي مَوَاسِمِ الْحَجِّ ۔

(جار مجرور متعلق نزلت کے ہے نہ کہ آیت کا حصہ ہے) یعنی حبیب صحابہؓ نے مواسم حج میں جاہلیت کی منڈیوں میں تجارت کی حرج محسوس کی تو اس کے لیے یہ آیت اُتری تو امام بخاریؒ فرماتے ہیں۔ چونکہ مواسم حج میں تجارت کا سوال تھا تو اس پر آیت نازل ہوئی تو یہ آیت اسی حکم کے ساتھ مقید ہے۔ حاشیہ بخاری میں ہے۔ کلام الراوی ذکرہ تفسیر اللآیۃ الکریمہ بخاری ج ۱ ص ۲۳۸، جو شخص مفسرین کی عادت شریفہ سے واقف ہوگا وہ سمجھے گا کہ اس قسم کی عبارتیں تفسیر یہ ہوتی ہیں اور عبارات مفسرین میں اس کی سینکڑوں مثالیں موجود ہیں۔

۱۸۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى کی آیت میں صلوۃ العصر کا اضافہ جو حضرت عائشہؓ کی روایت میں پایا جاتا ہے،

صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۲۷ میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے آیت حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى میں لفظ "صلوۃ العصر" کا جزو قرآن ہونا منقول ہے اس بارے میں حضرت عائشہؓ کا رجوع ثابت ہے۔

اَخْرَجَ عَبْدُ الرَّزَّاقِ وَابْنُ جَرِيرٍ وَابْنُ أَبِي دَاوُدَ فِي الْمَصَاحِفِ وَابْنُ الْمُنْذِرِ عَنْ اُمِّ حُمَيْدٍ بِنْتِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ أَنَّهَا سَأَلَتْ عَائِشَةَ عَنِ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى فَقَالَتْ كُنَّا نَقْرَأُهَا فِي الْحَرْفِ الْأَوَّلِ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَافِظُوا عَلَى الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى وَصَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقُومُوا لِلّٰهِ قَانِتِينَ [1]

---

[1] (درمنثور ج ص ۳۰۲) مطبوعہ ایران

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

یعنی یہ سابقہ قرأت ہے جسے ہم پڑھا کرتے تھے اب یہ منسوخ ہے۔ نیز صلوٰۃ وسطیٰ میں صحابہ کرامؓ کا خاصہ اختلاف ہے بعض اسے صلوٰۃ الصبح سمجھتے ہیں حضرت ابن عباسؓ، ابن عمرؓ، علیؓ، زیدؓ بن ثابت، اُسامہؓ بن زید بلکہ بعض روایات میں حضرت عائشہؓ سے بھی صلوٰۃ الظہر منقول ہے۔ تو اگر یہ قرأت وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی وصلوۃ العصر قرآن ہوتا تو اس میں اتنے اختلاف کیوں ہوتے۔ قرآن کا ثبوت تواتر سے ہوتا ہے، قرأت شاذہ کو قرآن نہیں کہا جا سکتا۔

وَالْقُرْآنُ لَایَثْبُتُ اِلَّا بِالتَّوَاتُرِ بِالْاِجْمَاعِ۔ (نووی ج ۱ ص ۲۲۷)

حضرت حسن بصریؒ، ابن سیرینؒ، ابن شہاب زہریؒ سے منقول ہے کہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا نے کہا جب اس آیت پر آؤ تو مجھے مطلع کرنا جب وہ اس پر پہنچے تو آپ نے کہا۔ صلوٰۃ الوسطیٰ کے ساتھ۔ وہی صلوٰۃ العصر کے الفاظ لکھو۔ اس پر حضرت عمرؓ نے آپ سے دریافت کیا۔

أَلَكِ بِهٰذَا بَيِّنَةٌ قَالَتْ لَا۔ یعنی تمہارے پاس اس باب میں شرعی گواہ ہیں اس نے کہا نہیں تو آپ نے فرمایا فَوَاللہِ لَانُدْخِلُ فِی الْقُرْآنِ مَا تَشْھَدُ بِہٖ امْرَأَۃٌ بِلَا اِقَامَۃِ بَیِّنَۃٍ۔ یعنی اللہ کی قسم ہم قرآن میں صرف ایک عورت کے کہنے سے بغیر گواہوں کے ایسی بات داخل نہیں کرتے۔ (درمنثور ج ۱ ص ۳۰۲)

اس سے یہ ثابت ہوا کہ حضرت حفصہؓ اس باب میں تنہا تھیں اور وہ حضرت عائشہؓ سے بھی اپنی شہادت مہیا نہیں کر سکیں جس کی وجہ سے ان کی اس بات کو رد کر دیا گیا۔

۱۹۔ شیطان نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دل اور زبان پر قبضہ کر کے آپکی زبان سے سورہ نجم پڑھتے ہوئے بتوں کی تعریف یوں جاری کرا دی تِلْکَ الْغَرَانیق الْعُلٰی وَاِنَّ شَفَاعَتَھُنَّ لَتُرْجٰی۔

متعدد تفاسیر مثلاً کشاف[1]، درمنثور[2]، فتح البیان وغیرہ میں جو یہ روایات آتی ہیں کہ شیطان

---

[1] ج ۳ ص ۱۶۴ مطبوعہ قاہرہ ۱۹۴۶ء [2] ج ۴ ص ۳۶۶ مطبوعہ بیروت لبنان

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے آپ کے دل و زبان پر قبضہ کر کے سورہ النجم پڑھتے ہوئے آپ کی زبان سے بتوں کی تعریف جاری کرا دی تلک الغرانیق العُلیٰ وان شفاعتھن لترتجی ۔ یعنی یہ بُت بہت بلند مرتبہ ہیں اور یقیناً ان کی شفاعت کی اُمید کی جا سکتی ہے تو اس قسم کی روایات سے متعلق پہلی بات تو یہ ہے کہ ایسی روایات کی سند میں کلام ہے ۔ کیونکہ یہ کبھی باور نہیں کیا جا سکتا کہ ایک معصوم شخصیت جس نے علم توحید بلند کیا ہو پھر اُسی کی زبانی اُن کے معبودانِ باطلہ کی مدح سرائی کی جائے اور توحید سوز الفاظ اُسی کی زبانی کفار اور منافقین کو سنائے جائیں اور ان کی دل جوئی کے لیے شرک سازی کی جائے ۔ حاشا و کلا ۔ کبھی نہیں ہو سکتا ۔

امام عبد الرحمٰن ابن الجوزیؒ المتوفی ۵۹۷ھ فرماتے ہیں :

وَهٰذَا لَا يَصِحُّ لِأَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَعْصُوْمٌ عَنْ مِثْلِ هٰذَا[1] (زاد ا ج ۵ ص ۴۴۱) اور یہ صحیح نہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس عمل سے معصوم ہیں ۔

علامہ ابن کثیرؒ اور دیگر جم غفیر مفسرین کا بھی یہی نظریہ ہے قَدْ ذَكَرَ كَثِيْرٌ مِنَ الْمُفَسِّرِيْنَ هٰهُنَا قِصَّةَ الْغَرَانِيْقِ وَلٰكِنَّهَا مِنْ طُرُقٍ مُرْسَلَةٍ وَلَمْ أَرَهَا مُسْنَدَةً مِنْ وَجْهٍ صَحِيْحٍ ۔ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ۔

یعنی ایک متصل سند بھی اس باب میں صحیح طور پر موجود نہیں ہے ۔

قَالَ الْإِمَامُ الرَّازِي أَمَّا أَهْلُ التَّحْقِيْقِ فَقَدْ قَالُوْا هٰذِهِ الرِّوَايَةُ بَاطِلَةٌ مَوْضُوْعَةٌ[2]

امام رازی کہتے ہیں ، تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلىٰ والی روایت باطل اور موضوع ہے ۔ قال ابن خزیمۃ هٰذا وضع من الزنادقة[3] ابن خزیمہ کہتے ہیں ۔ یہ روایت بے دین لوگوں کی بنائی ہوئی ہے ۔ قال البیہقی غیر ثابت من جهةِ النَّقل بیہقی کہتے ہیں ۔ یہ روایت بطور نقل کے ثابت نہیں ہے ۔

---

[1] زاد المسیر ج ۵ ص ۴۴۱ علی هامشہ المکتبۃ الاسلامی بیروت لبنان ۔

[2] تفسیر کبیر الرازی ج ۲۳ ص ۵۰

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ثانیاً اگر ایسی روایات کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو پھر یہ کہا جائے گا کہ بعض کفار نے یہ جملہ اپنی طرف سے ملا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا۔

علامہ ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں:

وَلَوْ صَحَّ كَانَ الْمَعْنٰى أَنَّ بَعْضَ شَيَاطِيْنِ الْإِنْسِ قَالَ تِلْكَ الْكَلِمَاتِ فَإِنَّهُمْ كَانُوْا إِذَا تَلَا لَغَطُوْا كَمَا قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ۔

(زاد المسیر ج ۵ ص ۴۴۲)

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ سورۃ نجم میں لکھتے ہیں قریش کعبہ کا طواف کرتے ہوئے یہ الفاظ کہتے تھے۔ وَاللَّاتِ وَالْعُزّٰى وَمَنَاةِ الثَّالِثَةِ الْأُخْرٰى هٰؤُلَاءِ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى وَإِنَّ شَفَاعَتَهُنَّ لَتُرْتَجٰى۔ کتب تفسیر میں اس موقعہ پر ایک قصہ نقل کیا ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک درجۂ صحت کو نہیں پہنچتا اگر فی الواقع اس کی کوئی اصل ہے تو شاید یہی ہوگی کہ آپؐ نے مسلمانوں اور کافروں کے مخلوط مجمع میں یہ سورت پڑھی۔ کفار کی یہ عادت تھی کہ لوگوں کو سننے نہیں دیتے تھے اور دورانِ تلاوت شور و غل اور گڑبڑ مچا دیں۔ كَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَا تَسْمَعُوْا لِهٰذَا الْقُرْاٰنِ وَالْغَوْا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَغْلِبُوْنَ۔

(سورۃ حم سجدہ پ ۲۴)

جب آپؐ نے سورۃ نجم تلاوت کی ہوگی تو کسی کافر شیطان نے آپؐ کی آواز میں آواز ملا کر آپ ہی کے لب و لہجہ میں الفاظ کہہ دیے ہوں گے جو ان کی زبانوں پر چڑھے ہوئے تھے یعنی تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ الْعُلٰى الخ۔ آگے تعبیر وادا میں تصرف ہوتے ہوتے کچھ کا کچھ بن گیا۔ ورنہ ظاہر ہے کہ نبی کی زبان پر شیطان کو ایسا تصرف کب حاصل ہو سکتا ہے اور جس چیز کا ابطال اور رد آگے کیا جا رہا ہے اس کی مدح سرائی کے کیا معنی؟"

ثالثاً۔ اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جائے کہ یہ الفاظ آپؐ کی زبان پر جاری ہو گئے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس القاء شیطانی کو مٹا دیا اور اس کی جگہ آیات محکمات کو پختہ کر دیا۔ تاکہ اس ابتلاء سے فتنہ گر لوگوں کا مرض بڑھ جائے اور قسی القلوب اس پر اڑے رہیں اور علم والوں کا یقین اور بڑھے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اور وہ حق پر قائم رہیں۔ یہ سب اُمور حق تعالیٰ کی غیر محدود علم و حکمت سے ناشی ہوئے ہیں۔

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِکَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِیٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓی اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِیْٓ اُمْنِیَّتِہٖ فَیَنْسَخُ اللّٰہُ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ ثُمَّ یُحْکِمُ اللّٰہُ اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ۝ لِّیَجْعَلَ مَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُہُمْ وَاِنَّ الظّٰلِمِیْنَ لَفِیْ شِقَاقٍۢ بَعِیْدٍ ۝ وَّلِیَعْلَمَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّہُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَیُؤْمِنُوْا بِہٖ فَتُخْبِتَ لَہٗ قُلُوْبُہُمْ وَاِنَّ اللّٰہَ لَہَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝ (سورۃ الحج پ ۱۷)

ظاہر ہے کہ جو حکم خداوندی صحیح اور ثابت ہو جب اس کی نسخ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صادق و مصدوق ہیں اور فرماتے ہیں کہ اول حکم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تھا اب یہ دوسرا حکم بھی اُس کی طرف سے ہے تو اس بات میں کہ اول امر القاء شیطانی ہے اور دوسرا حکم یعنی اُس کی نسخ رحمانی ہے بطریق اولیٰ صادق ہوں گے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں:

اَلْاٰثَارُ فِیْ تَفْسِیْرِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ مَعْرُوْفَۃٌ ثَابِتَۃٌ فِیْ کُتُبِ التَّفْسِیْرِ وَالْحَدِیْثِ وَالْقُرْاٰنُ تُوَافِقُ ذٰلِکَ فَاِنَّ نَسْخَ اللّٰہِ لِمَا یُلْقِی الشَّیْطٰنُ وَاِحْکَامَہٗ اٰیَاتِہٖ اِنَّمَا یَکُوْنُ لِرَفْعِ مَا وَقَعَ فِیْ اٰیَاتِہٖ وَتَمْیِیْزِ الْحَقِّ مِنَ الْبَاطِلِ حَتّٰی لَا یَخْتَلِطُ اٰیَاتُہٗ بِغَیْرِھَا وَجَعَلَ مَا اَلْقَی الشَّیْطٰنُ فِتْنَۃً لِّلَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِہِمْ مَّرَضٌ وَّالْقَاسِیَۃِ قُلُوْبُہُمْ اِنَّمَا یَکُوْنُ ذٰلِکَ ظَاھِرًا یَّسْمَعُہُ النَّاسُ لَا بَاطِنًا فِی النَّفْسِ وَ الْفِتْنَۃُ الَّتِیْ تَحْصُلُ بِھٰذَا النَّوْعِ مِنَ النَّسْخِ مِنْ جِنْسِ الْفِتْنَۃِ الَّتِیْ تَحْصُلُ بِالنَّوْعِ الْاٰخَرِ مِنَ النَّسْخِ وَھٰذَا النَّوْعُ اَدَلُّ عَلٰی صِدْقِ الرَّسُوْلِ وَبُعْدِہٖ عَنِ الْھَوٰی مِنْ ذٰلِکَ النَّوْعِ فَاِنَّہٗ اِذَا کَانَ یَأْمُرُ بِاَمْرٍ ثُمَّ یَأْمُرُ بِخِلَافِہٖ وَکِلَاھُمَا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَھُوَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مُصَدِّقٌ فِیْ ذٰلِکَ فَاِذَا قَالَ عَنْ نَفْسِہٖ اَنَّ الثَّانِیْ ھُوَ الَّذِیْ مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ وَھُوَ النَّاسِخُ وَاِنَّ ذٰلِکَ الْمَرْفُوْعُ الَّذِیْ نَسَخَہُ اللّٰہُ لَیْسَ کَذٰلِکَ کَانَ اَدَلَّ عَلٰی اِعْتِمَادِہٖ لِلصِّدْقِ وَقَوْلِ الْحَقِّ [1]

اس آیت کی تفسیر میں مروی آثار کتب تفسیر اور حدیث میں ملتے ہیں۔ قران اس سے موافقت کرتا ہے۔ کیونکہ القار شیطانی کے بعد اللہ تعالیٰ کا اپنی آیات کو پختہ کرنا اس لیے تھا کہ التباس رفع ہو جائے اور حق کھل کر سامنے آجائے۔ ان آیات کا ایک دوسرے سے خلط نہ ہو۔ القار شیطانی کا ایک ظاہری فتنہ ہوتا ہے۔ باطنی فتنہ نہیں ہوتا۔ یہ فتنہ جو اس قسم کی نسخ سے حاصل ہوتا ہے۔ اس فتنہ کی طرح ہے۔ جو دوسرے نسخ سے حاصل ہوتا ہے، (زیادہ اہم نہیں ہوتا) اس قسم کی نسخ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر دال ہے اور اس پر کہ آپ ہوی نفس سے بہت دور ہیں۔ جب ایک حکم کے بعد اسکے خلاف دوسرا حکم کرتے ہیں اور وہ دونوں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوں اس میں آپ سچے ہوتے ہیں۔ تو جب ایک حکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ہو اور دوسرا اللہ تعالیٰ کی طرف سے تو یہ آپ کے صدق پر زیادہ دال ہے اور آپ پر اعتماد کے لحاظ سے زیادہ قوی ہوگا۔

۲۰۔ کیا سیدنا صدیق اکبرؓ کے بعد عہد فاروقی میں بھی جمع قرآن کی جدوجہد جاری رہی۔ کیا سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا نسخہ ناکافی تھا؟

قرآن مجید کی تالیف میں وہ طریقہ اختیار کرنا ضروری تھا جس کو متفقہ طور پر امت کے لیے بطور ضابطۂ حیات پیش کیا جا سکتا۔ اُمت میں ہر فکر اور ہر طبع کے آدمی ہوتے ہیں پھر عامۃ الناس سطحی ذہن رکھتے ہیں وہ قرأت میں اختلاف، ناسخ و منسوخ آیات، اسی طرح روایات احاد۔ مشہور اور متواتر کے سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اسی کے پیش نظر حضرات شیخین کو تالیف قرآن

---

[1] مجموعہ رسائل ابن تیمیہ ص ۴۳

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

کی ضرورت کا اہتمام پیدا ہوا۔ جو بہ وقت الہامِ خداوندی تھا کیونکہ اگر اُس وقت یہ کام شروع نہ کیا جاتا جو عالمِ اسلام کا بہترین متفق علیہ دور کہلاتا ہے، اسلام نے اس جیسا دور اپنے لیے امن وچین والا نہیں دیکھا تو لامحالہ فیضیابِ نبوت کی لاتعداد جماعت (جن میں تبلیغِ اسلام، جہاد فی سبیل اللہ، اور ہجرت پھر دُور دراز ملکوں میں اسلام کی دعوت وغیرہ اُمور نے انہیں قرآن پاک کی مکمل تعلیم، تقدیم و تاخیر آیات اور نسخ و منسوخ کے احکام حاصل کرنے کا موقع نہیں پہنچایا جس نے جو کچھ سُن پایا تا اطلاعِ ثانی اس پر کاربند رہا) مختلف ہوئی اور ہر شِرْذِمَۃٌ قَلِیلَۃٌ اپنا اپنا نسخہ پیش کرتا اس صُورت میں نہ تو یہ کہا جا سکتا کہ اس جماعت کا نسخہ ناقص اور غلط ہے اور نہ یہ کہنا صحیح تھا کہ یہ وہ آخری نسخہ ہے جس کا آپ نے آخری دَور بامرِ خداوندی جبرائیل علیہ السلام سے کیا تھا۔ اس لیے ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ شخص اسے ترتیب دے جسے آخری دَور کی قرأت پر عبور ہو بلکہ کاتبِ وحی بھی ہو وُہ حضرت زیدؓ بن ثابت تھے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ فرماتے :

وَالْعَرْضَةُ الْآخِرَةُ هِيَ قِرَاءَةُ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَغَيْرِهِ وَهِيَ الَّتِيْ أَمَرَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ وَعُثْمَانُ وَعَلِيٌّ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَكَتَبَهَا أَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ فِي خِلَافَةِ أَبِي بَكْرٍ فِي صُحُفٍ أَمَرَ زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ بِكِتَابَتِهَا ثُمَّ أَمَرَ عُثْمَانُ فِي خِلَافَتِهِ بِكِتَابَتِهَا فِي الْمَصَاحِفِ وَإِرْسَالِهَا إِلَى الْأَمْصَارِ وَجَمْعَ النَّاسَ عَلَيْهَا بِاتِّفَاقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلِيٍّ وَغَيْرِهِ [1]

یہ کام حضرات شیخینؓ کی سرپرستی میں شروع ہوا حضرت زید بن ثابتؓ اس کے سربراہ مقرر ہوئے اور یہ کام بدستور شیخینؓ کے زمانہ میں جاری رہا جمہور صحابہؓ سے اس سلسلے میں تعاون حاصل کیا گیا اور کسی خاص فرد کی روایات کو جمع کرنے کا اہتمام نہیں کیا گیا۔ وہ صحابہؓ جنہوں نے خود رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآن مجید

---

[1] فتاویٰ شیخ الاسلام ج ۱۳ ص ۳۹۵ الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۸۲ھ مطابع ریاض

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پڑھا تھا ہر ایک کے الفاظ دوسرے سے مختلف تھے وہ تمام الفاظ قرآن مجید کا حصّہ تھے لیکن اس نسخہ میں ان سب کو جمع کرنا مقصود نہیں تھا۔ اس لیے حضرت فاروق اعظم حضرت ابیؓ بن کعب کی عظمتِ قرأت کے باوجود تمامہ ان کی قرأت پر بھی اعتماد نہ کرتے۔ وَأُبَيٌّ أَقْرَأُنَا وَإِنَّا لَنَدَعُ بَعْضَ مَا يَقُولُ أُبَيٌّ. وَإِنَّهُ يَقُولُ أَخَذْتُ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَدَعُهُ وَقَدْ قَالَ اللهُ تَعَالَى مَا نَنْسَخْ مِنْ آيَةٍ أَوْ نُنْسِهَا. (اخرجہ الحاکم)[1] اس لیے کہ وہ بعض منسوخ آیات کی بھی تلاوت کرتے ہیں اور اس سے اشتباہ واقع ہوتا ہے۔ عہد صدیقی میں جمع کردہ نسخہ متفق علیہ بین جمیع الصحابہ نہیں تھا بلکہ تدوین کے ابتدائی دور میں تھا۔ یہ سعی کی جارہی تھی کہ جن کی روایات جمع کی جاچکی ہیں اُن پر باہم نظرِثانی کی جائے اور اگر ان راویوں سے زیادہ ثقہ صحابی کا قول ہم پہنچ جائے تو اُسے اس کے مطابق کیا جائے جیسے کہ ماضی کے واقعات پر ایک مفصل تحقیقاتی کمیشن بٹھایا جاتا ہے جب تک جمیع وسائل کو کام میں نہیں لایا جاتا اسوقت تک کمیشن رپورٹ پیش نہیں کرسکتا اسی طرح عہد صدیقی سے عہد عثمانی تک یہ کام جاری رہا۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے جو یہ لکھا ہے کہ "فاروق اعظم در آں نسخہ حک و زیادت مے نمود"[2] بمنزلہ نظرِثانی کے ہے تو گویا عہد صدیقی میں پورا قرآن مجید اُمت میں موجود تھا البتہ کتابی شکل میں موجود نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ اس قرآن مجید کو جو آیات فی صدور الذین اوتوا العلم کی شکل میں موجود تھا نظرِثانی کرکے دن رات کی تگ و دو میں اِسے محفوظ کرلیا۔ بطور تفہیم مثال کے یہاں ہم ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں۔

وَالسَّابِقُونَ الْأَوَّلُونَ مِنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ وَالَّذِينَ

---

[1] ازالۃ الخفا ج ۲ ص ۲۱۱ ۔ وفی البخاری بمعناہ ج ۲ ص ۷۴۸ و ج ۲ ص ۶۴۴ سہیل اکیڈمی لاہور سنہ ۱۹۰۶ء

[2] ازالۃ الخفا ج ۲ ص ۲۱۱ بیعدہ۔ فارسی طبع قدیم المکتبۃ السلفیۃ لاہور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ - (الآیۃ)

حضرت عمرؓ نے جب یہ آیت کسی سے سُنی تو اسے حضرت ابیؓ بن کعب کے پاس لے گئے اور دریافت کیا کہ کیا یہ آیت آپ نے اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنی تھی؟ حضرت ابیؓ بن کعب نے کہا جی ہاں۔ دوسری دفعہ دریافت کرنے پر بھی کہا جی ہاں۔ جب تیسری دفعہ حضرت عمرؓ نے دریافت فرمایا تو حضرت ابیؓ بن کعب غصّے میں آگئے اور کہنے لگے۔ وَاللّٰہِ لَقَدْ اَنْزَلَھَا اللّٰہُ جِبْرَئِیْلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ فَلَمْ یَسْتَأْمِرْ فِیْھَا الْخَطَّابَ وَلَا اِبْنَہٗ فَخَرَجَ عُمَرُ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَیَقُوْلُ اللّٰہُ اَکْبَرُ اللّٰہُ اَکْبَرُ[1] (اخرجہ الحاکم) یعنی اللہ تعالیٰ نے جبرئیلؑ پر اور جبرئیل نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت یوں ہی نازل فرمائی تو اس میں نہ تو خطاب (حضرت عمرؓ کے باپ) سے مشورہ لیا اور نہ ہی خطاب کے بیٹے سے۔ تو حضرت فاروقِ اعظمؓ مطمئن ہو کر چلے گئے۔

حضرت شاہ ولی اللہؒ صاحب فرماتے ہیں:

ومعنی این حدیث آنست کہ فاروق اعظمؓ واؤ در والذین اتبعوھم نمی خواند و بعد مناظرہ ابی بن کعب ظاہر شد کہ صحیح وجود اوست پس در مصحف ہماں صحیح را اثبات نمود[2]

یعنی فاروق اعظمؓ والذین اتبعوھم میں واؤ نہیں پڑھتے تھے بعد از بحث و مناظرہ معلوم ہوا کہ یہاں واؤ ہے تو انہوں نے اپنے مصحف میں جس میں حسب سعی انسانی متفق علیہ صحیح قرأت جمع کرنے کا التزام کیا گیا تھا واؤ کو درج فرما دیا۔ قرآن مجید جو درجہ تواتر کو پہنچ چکا ہے اُمت میں اسے تلقی بالقبول حاصل ہوئی یہ سب کچھ خدمت حضرات شیخینؓ کے زمانہ میں اتمام کو پہنچی اگر کچھ تھوڑا بہت رہ گیا تو حضرت عثمانؓ کے ہاتھوں وہ پورا ہوا۔ ورنہ اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آج حق و باطل کے مابین امتیاز کا کوئی طریقہ ہمارے پاس نہ ہوتا۔

---

[1] ازالۃ ج ۲ ص ۲۱۱

[2] ایضاً سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۶ء

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :
و در ملت محمدیہ واقع آنست کہ آنچہ متواتر است قرآن است و جامع آں شیخین اند و نزدیک تخالف آرا و اختلاف حروف امروز ہیچ طریق امتیاز درمیاں حق و باطل غیر اعتماد بر شیخین نیست و اگر ایں را باور نمی کنی تامل کن کہ اگر کسے بپرسد کہ معوذتین چرا از قرآن شد و دعائے قنوت چرا از قرآن نیست و مانند آں ہیچ جوابی غیر اعتماد بر مصاحف عثمانیہ و قرار داد ایشاں نخواہی یافت و ایں ہمہ عمل فرع عمل شیخین است و آنچہ مشہور است و متفق علیہ درمیاں فرق اہلِ سنت ہماں ست کہ از شیخین ثابت شدہ بعد از اتفاق کہ کہ درزمان شیخین حاصل شدہ چیزے قلیل است ۔ (قُرَّةُ الْعَيْنَيْنِ فِی تَفْضِيْلِ الشَّيْخَيْن ص ۱۳۵)

۲۱ - الامامۃ والسیاسۃ لابن قتیبہ کی عبارت میں اشکال اور اسکا جواب

قرآن مجید اور سنت رسول میں تبدیل و تغییر کے متعلق " الامامۃ والسیاسۃ " کی اصل عبارت یوں ہے ۔

مِنَ الْمُهَاجِرِيْنَ الْاَوَّلِيْنَ وَبقية الشورىٰ إِلىٰ من بمصر مِنْ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ - اَمَّا بَعْدُ اَنْ تَعَالَوْا اِلَيْنَا وَتَدَارَكُوْا خِلَافَةَ رَسُوْلِ اللهِ قَبْلَ اَنْ يُسْلَبَهَا اَهْلُهَا فَاِنَّ كِتَابَ اللهِ قَدْ بُدِّلَ وَسُنَّةَ رَسُوْلِهِ قَدْ غُيِّرَتْ وَاَحْكَامَ الْخَلِيْفَتَيْنِ قَدْ بُدِّلَتْ فَنَنْشُدُ اللهَ مَنْ قَرَأَ كِتَابًا مِنْ بَقِيَّةِ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ وَالتَّابِعِيْنَ بِاِحْسَانٍ اِلَّا اَقْبَلَ اِلَيْنَا اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقِيْمُوا الْحَقَّ عَلَى الْمِنْهَاجِ الْوَاضِحِ الَّذِيْ فَارَقْتُمْ عَلَيْهِ نَبِيَّكُمْ وَفَارَقَكُمْ عَلَيْهِ الْخُلَفَاءُ غُلِبْنَا عَلٰى حَقِّنَا وَاسْتُوْلِيَ عَلٰى فَيْئِنَا وَحِيْلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ اَمْرِنَا وَكَانَتِ الْخِلَافَةُ بَعْدَ نَبِيِّنَا

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

خِلَافَةُ نُبُوَّةٍ وَّرَحْمَةٍ وَّهِيَ الْيَوْمَ مُلْكٌ عَضُوضٌ مَنْ غَلَبَ عَلَىٰ شَيْءٍ اَكَلَهٗ ۔ (ص ۳۵ طبع مصر)

مہاجرین و انصار اور شوریٰ کے دوسرے ارکان کی جانب سے ان صحابہ اور تابعین کے نام جو مصر میں رہتے ہیں ۔ اما بعد ۔ جلد از جلد ہمارے ہاں آنے کی کوشش کرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خلافت میں نقصان کی تلافی کرو ۔ قبل اس کے خلافت پر متمکن لوگ اس کی بے قدری کریں ۔

کتاب اللہ میں تبدیلی کی گئی اور سنت رسول اللہ میں تغیر واقع ہوا ابوبکرؓ و عمرؓ سابق دونوں خلیفوں کے احکام میں گڑبڑ کی گئی ۔

خط پڑھتے ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے ساتھی ہمارے پاس پہنچ جائیں اگر آپ اللہ پر اور یوم آخرت پر یقین رکھتے ہیں ۔ چاہیے کہ حق کو ایک بڑی شاہراہ پر ڈال دیں جس پر آپ لوگوں نے اپنے نبی کو اور خلفاء کو چھوڑا ہے وہ شخص ہمارے حق پر غالب آگیا ہے اور ہماری غنیمت پر قابض ہو گیا ہے اور ہماری آزادی میں حائل ہو گیا ہے حالانکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کی خلافت نبوت اور رحمت کی خلافت تھی لیکن آج ایک تکلیف رساں بادشاہ کی ہے ۔ جس چیز پر جس کا قبضہ ہو جاتا ہے ۔ وہ اسے ہڑپ کر جاتا ہے ۔

اس پوری عبارت سے صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کتاب اللہ میں تبدیلی اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تغیر لفظی ہرگز مراد نہیں بلکہ مضمون اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عملی کوتاہی ہے اور صاحب حق کو حق نہیں ملتا اور پہلے خلفاء کی طرح اس طریقہ پر اب عمل نہیں ہو رہا جو خلافت نبوت اور رحمت کے طریقہ پر ہوتا تھا ۔

۲۲ ۔ کیا سیدنا عثمانؓ کے قتل کا سبب تحریف قرآن کو بتایا جاتا ہے؟

حضرت عثمان غنیؓ پر تحریف قرآن کا الزام چند ہوائی لوگوں کا اٹھایا ہوا ہے جس کا حقیقت سے کوئی واسطہ نہیں ۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں ۔ کتاب اللہ جمع شیخین است و

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سبب اتفاقِ عالم ۔ براں ذوالنورین است (ازالۃ الخفاء ج ۲ ص) عہد عثمانی میں جو کام ہوا اس کے متعلق یہ الفاظ موجود ہیں ۔

(۱)۔ وَذٰلِكَ بِمَحْضَرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ ۔(۲) وَاَرْسَلَهَا اِلَى الْاَمْصَارِ وَجَمَعَ النَّاسَ بِاتِّفَاقٍ مِنَ الصَّحَابَةِ عَلٰى صَنِيعِهٖ ۔(۳) حضرت زید بن ثابتؓ فرماتے ہیں ، فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْآنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ ۔ تحریفِ قرآن کا الزام چند ہوائی لوگوں کا اٹھایا ہوا تھا اُن کے دوسرے الزامات کی طرح یہ الزام بھی بے سر و پا تھا "الاتقان" میں حضرت علیؓ کے یہ الفاظ ہیں۔ قَالَ لَا تَقُوْلُوْا فِي عُثْمَانَ اِلَّا خَيْرًا فَوَاللّٰهِ مَا فَعَلَ الَّذِي فِي الْمَصَاحِفِ اِلَّا عَنْ مَلَاءٍ مِنَّا[2] یعنی حضرت عثمانؓ کے حق میں نیکی کے سوا کچھ نہ کہو اللہ کی قسم انہوں نے قرآن کے بارے میں جو کچھ کیا ہمارے مشورہ سے کیا۔ تو اس عبارت سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضرت علیؓ کا قرآن بھی یہی تھا اور اُن کے مشورہ سے جمع ہوا تھا ۔ نیز اتقان میں ہے ۔ قَالَ عَلِيٌّ لَوْ وُلِّيتُ لَعَمِلْتُ بِالْمَصَاحِفِ الَّتِي عَمِلَ بِهَا عُثْمَانُ[3] یعنی اگر میری ولایت وحکومت ہوتی تو میں بھی قرآن مجید کے متعلق وہی کچھ کرتا جو حضرت عثمانؓ نے کیا۔ تو حضرت عثمانؓ کا قتل صرف آپ کے صبر اور دار الہجرت (مدینہ طیبہ) کو لازم پکڑنے اور اسے نہ چھوڑنے کی وجہ سے تھا۔ صحابہ و دیگر عامۃ المسلمین اپنے حوارین کو لڑائی سے باز رکھنے کی وجہ سے تھا۔ آپ نے فرمایا لَا اَكُوْنُ اَوَّلَ مَنْ خَلَفَ مُحَمَّدًا فِي اُمَّتِهٖ بِالسَّيْفِ ۔ (منہاج ج ۳ ص ۲۰۳) یعنی میں اُمت محمدیہ میں وہ پہلا خلیفہ نہ بنوں جو تلوار اٹھانے والا ہو۔

---

[1] ترمذی ج ۲ ص ۲۱۴ مناقب ابن ماجہ مناقب ص ۱۱ مطبوعہ قرآن محل کراچی

[2] اتقان مترجم ص ۱۵۰ حصہ اول

[3] اتقان مترجم ص ۱۵۱ حصہ اول نور محمد اصح المطابع کراچی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۲۳ - کیا ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سیدنا عثمان رضؓ کو ناپسندیدہ الفاظ سے یاد کیا ہے ؟ اور آپ پر تحریف کا الزام لگایا ہے ؟ جیسا کہ روضۃ الاحباب ج ۲ میں ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ کی طرف اس بات کی نسبت کرنی کہ انہوں نے حضرت عثمان رضؓ کو نعش یا بجّو کے نام سے یاد کیا ہے یا تحریف قرآن کا الزام لگایا ہے یہ سراسر غلط ہے۔ حضرت عائشہ رضؓ سے تو اس کے خلاف منقول ہے ان کی طرف اس قسم کی نسبت ہرگز صحیح نہیں بلکہ وُہ تو اس حدیث کی راویہ ہیں جس میں یہ آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اے عثمان ! اللہ تعالیٰ آپ کو ایک قمیص (خلافت) پہنائیں گے۔ لوگ اگر بالجبر اُسے اُتارنے کی کوشش کریں تو اُن کیلیے نہ اُتارنا۔ حدیث کے الفاظ یہ ہیں :

يَا عُثْمَانُ لَعَلَّ اللهَ يُقَمِّصُكَ قَمِيْصًا فَإِنْ أَرَادُوكَ عَلَى خَلْعِهِ فَلَا تَخْلَعْهُ لَهُمْ ۔ (ترمذی وابن ماجه) بلوائیوں کے جو اعتراضات اور مطالبات تھے آپ نے ایک ایک کر کے اُن سب کو پورا کیا کسی کا کوئی عذر باقی نہ چھوڑا ۔ بایں ہمہ انہوں نے اپنے اصل مدعیٰ (قتل عثمان) کو جو خبث باطن میں چھپاتے تھے پورا کیا ۔ اسی پر حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ فرماتی ہیں :

مَصَصْتُمُوْهُ كَمَا يُمَصُّ الثَّوْبُ ثُمَّ عَمِدْتُمْ إِلَيْهِ فَقَتَلْتُمُوْهُ ۔

(منہاج السنہ ج ۳ ص ۱۹۰ المکتبۃ السلفیہ لاہور)

یعنی تم نے عثمان رضؓ کو ایسے جھنجھوڑا جیسے کپڑے کو دھویا اور صاف کیا جاتا ہے اس پر باز نہ آئے اور اُسے قتل کر دیا۔

حضرت عائشہ رضؓ قتل عثمان رضؓ پر قطعاً راضی نہ تھیں بلکہ وہ عمر بھر قاتلین کی مذمت کرتی رہیں اور اپنے بھائی محمد بن ابی بکر کو بددعا دی ۔ جنگ جمل میں ان کی شرکت اور قاتلین سے انتقام طلب کرنا ، یہ سب باتیں الزام والی روایت کے منافی ہیں اس روایت کی سند چاہیے اتنے بڑے درجہ کے صحابی کی نسبت ایسی بات کیسے قابل سماعت ہو گی جو ایک عام آدمی کی بابت بھی مسموع نہیں۔

علامہ ابن تیمیہ فرماتے ہیں :

أَيْنَ النَّقْلُ الثَّابِتُ عَنْ عَائِشَةَ بِذٰلِكَ (منہاج السنہ ج ۲ ص ۱۸۸ مکتبہ السلفیہ لاہور۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نیز کتب اہل السنۃ میں جہاں ان مطاعن کا ذکر ہے وہاں مفصل جوابات بھی مذکور ہیں اب اگر کوئی ان مطاعن کو مؤلف کی طرف منسوب کرے تو یہ اُس کا اپنا قصور فہم ہے ۔

خاتمہ : تحریر ہذا میں چونکہ اصل موضوع تحریف قرآن سے متعلق اعتراضات اور انکے جوابات تک محدود تھا ۔ اس لیے روایات سے غلط استدلال کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی ۔ اور یہ نہیں بتایا گیا کہ ان آیات کا شانِ نزول وہ نہیں جو معترض نے سمجھا ہے ۔ اس خاتمہ میں اس غلط استدلال کی نشان دہی کی گئی ہے ۔ غدیر خم کا واقعہ ۱۸ ذالحجہ کو پیش آیا ۔ اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم الایہ عرفہ کے دن ۹ ذی الحجہ کو اتری ۔ ۔ غدیر خم میں اس کے ۹ دن بعد فروکش ہوئے ۔ لہذا یہ کہنا صحیح نہیں کہ آیت بلغ ما انزل الیک من ربک غدیر خم میں اتری ۔ اہل علم متفق ہیں کہ آیت اس سے قبل اتری ہے ۔ یہ ان آیات میں سے ہے جو اوائل مدینہ منورہ میں اتری ہیں اس میں اللہ تعالیٰ نے آپ کی حفاظت کی ضمانت دی ہے ۔ بشرطیکہ آپ تبلیغ ورسالت کا حق ادا کریں ۔ حجۃ الوداع میں تو تبلیغ رسالت کا کام مکمل ہو چکا تھا ۔ اس موقعہ پر آپ نے فرمایا ۔ ألا هل بلغت ۔ ألا هل بلغت ۔ ألا هل بلغت ۔ کیا میں نے اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا ہے ۔ حاضرین نے اثبات میں جواب دیا ۔ اس پر آپ نے فرمایا ۔ اللّٰھم اشہد ۔

۲ ۔ حجۃ الوداع میں خوف کی کیا بات تھی جسکے باعث آپ اس اعلان خلافت علی میں تردد تھے ۔ جملہ حاضرین اہل اسلام تھے ۔ کوئی کافر نہیں تھا ۔ منافقین کا اس پہلے قلع قمع ہو چکا تھا ۔ کسی میں محاربہ کی مجال نہ تھی ۔ اس حال میں یہ کیسے کہا جا سکتا ہے ۔ کہ آیت تبلیغ اتری ہے اور آپ کو بصورت خوف وعید سنائی گئی ہے ۔

۳ ۔ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ حج پڑھا ہے ۔ وہ سب آپ کے ساتھ مدینہ منورہ میں نہیں لوٹے ۔ بلکہ اہل مکہ مکہ ۔ اہل طائف طائف ۔ اہل یمن یمن کی طرف اور دیہاتی اپنے گھروں کو لوٹ گئے ۔ صرف اہل مدینہ اور اس کے قرب وجوار کے لوگ آپ کے ہمراہ تھے ۔ غدیر خم کا واقعہ اگر حجۃ الوداع سے قبل ہوتا جس میں بقول معترض خلافت علیؓ کا حکم دیا گیا ہے اور اس سلسلے میں وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کی آپ کو وعید سنائی گئی ہے ۔ تو لامحالہ حجۃ الوداع میں آپ ضرور اس حکم تعمیل فرماتے ۔ حالانکہ خطبہ میں آپ نے امامت اور اسکے متعلقات کو بیان نہیں کیا ۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تنبیہ۔ تحریر ہذا میں جو تفسیری روایات بیان کی گئی ہیں۔ ان میں اکثر غیر ثابت ہیں۔ تفاسیر میں روایات کی تنقید صحت و سقم ثابت الاصل۔ غیر ثابت۔ امور اسنادیہ کا التزام نہیں کیا گیا۔ ثعلبی کی عادت ہے۔ کہ سورت کے شروع میں ابی امامہ سے ایک معتد بہ حصہ موضوع احادیث کا ذکر کرتا ہے۔ حاطب اللیل کے نام سے موسوم ہے۔ اس کے تلمیذ واقدی و امثالہ مفسرین۔ صحیح اور ضعیف برابر نقل کرتے ہیں۔ علامہ بغوی چونکہ عالم بالحدیث تھے۔ انہوں نے اپنی تفسیر مختصر ثعلبی میں ان موضوع احادیث کو بالکل ترک کر دیا ہے۔ اہل بدع کی تفاسیر سے جو حوالے ثعلبی نے لیے ہیں انہیں چھوڑ دیا ہے۔ ثعلبی لاخبرة له بالحديث مع دينه و ديانته دین اور دیانت کے باوجود اسے حدیث کی مہارت نہیں ہے۔

محدثین کا اجماع ہے۔ کہ ثعلبی۔ واقدی وغیرہ امثالہم کی خبر واحد سے استدلال درست نہیں ہے۔ ان کی اکثر مرویات ضعیف اور موضوع ہوتی ہیں۔ ابونعیم کی کتاب الفضائل۔ ابوالفتح ابن ابی الفورس۔ ابوعلی الاھواز کے رسائل متعلقہ فضائل علی جیسی روایات کو کبار اہل علم مفسرین محمد بن جریر طبری۔ ابن ابی حاتم ابن المنذر نے درخور اعتنا نہیں سمجھا۔ فقط۔

© rasailojaraid.com